﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰

جمعۃ المبارک ۳۱؍اکتوبر ۲۰۰۳ء

۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ ہجری قمری ۳۱؍اخاء ۱۳۸۲ ہجری شمسی

شمارہ ۴۴

تین جمعے

حضرت ابوجعد الضمریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو شخص سستی کرتے ہوئے بغیر عذر تین جمعے چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الجمعۃ باب فی ترک الجمعۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں اور میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا

اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہوگیا ہے اور اس کی آیات ونشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ان کی تعداد اس قدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں

’’میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے وہ دُور سے اُس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اُسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں اُن کو میری باتیں سودمند نہیں معلوم ہوتی ہیں، وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے؟ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسرہ کر اس دنیا سے اٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں اور میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کا ایمان ان کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کے لئے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔

یہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن پر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا ہے اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ مَیں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزّت اور وقعت ان کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس سے بڑھ کر اسلام پر گزرا ہے جس میں اس قدر سبّ وشتم اور توہین آنحضرت ﷺ کی کی گئی ہو اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت مَیں اس درد سے بے قرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی کہ اس بے عزتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت ﷺ کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سبّ وشتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفین اسلام کے منہ بند کر کے آپؐ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا جبکہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صورت میں کیا ہے۔

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں۔ اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹّی ہے وہ اسے دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہوگیا ہے اور اس کی آیات ونشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ان کی تعداد اس قدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔ اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۹،۸)

تنگی ترشی کے حالات بھی ہوں تو خدا سے شکوہ نہیں کرنا، خدا کا فضل مانگنا ہے اور راضی برضا رہنا ہے۔

سگریٹ پینے والے کو چاہئے کہ وہ اس کے مضر اثرات کی وجہ سے سگریٹ نوشی ترک کر دے۔

شرائط بیعت حضرت مسیح موعودؑ پر عمل پیرا ہونے کے بعد عظیم روحانی تبدیلیوں کا روح پرور بیان۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۳ء): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ سے قبل یہ مضمون بیان کیا تھا کہ شرائط بیعت پر عمل پیرا ہونے کے بعد کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اب اسی مضمون کو مزید آگے بڑھاؤں گا۔ فرمایا پانچویں شرط میں تھا کہ تنگی ترشی کے حالات بھی ہوں تو خدا سے شکوہ نہیں کرنا، خدا سے فضل مانگنا ہے اور راضی برضا رہنا ہے۔ جماعت نے اس کے شاندار نمونے پیش کئے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا دو سال کا بیٹا فوت ہوگیا۔ آپؓ نے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے اسے بوسہ دیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ مَیں نے یہ عمل سنت کو پورا کرنے کے لئے کیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

دعاؤں کا مہینہ

ماہ مقدس رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا ہے اور تمام عالم اسلام میں عبادات، نوافل، صدقات وخیرات اور نیکیوں کے بجالانے کی طرف غیر معمولی توجہ ہے۔ اس مہینہ کو دعا اور قبولیت دعا کے ساتھ بھی خاص تعلق ہے۔ قرآن کریم میں جہاں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آیا ہے، وہیں دعا کے مضمون کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ دلائی گئی ہے۔ غرضیکہ یہ مہینہ، مبارک مہینہ، دعاؤں کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں لوگ کثرت سے دعائیں کرتے بھی ہیں اور ایک دوسروں کو دعاؤں کے لئے کہتے بھی ہیں۔ بالخصوص جماعت احمدیہ میں اس ماہ مبارک میں انفرادی اور اجتماعی دعاؤں میں ایک بہت ہی پیارا اور قابل رشک شغف اور ذوق وشوق دکھائی دیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید واحادیث نبویہ کی روشنی میں جس تفصیل سے دعا کی حقیقت اور فلاسفی کو بیان فرمایا ہے اور دعا کے آداب اور تقاضوں کا ذکر فرمایا ہے اور پھر آپ کے مقدس خلفاء کرام نے جس شرح وبسط سے اس کے مختلف پہلوؤں کو بار بار جماعت کے سامنے اجاگر فرمایا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کو عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے دعا ہی کا حربہ دیا گیا ہے۔ یاجوج ماجوج کے فتنوں اور دجال کے شرّ سے محفوظ رہنے کا طریق بھی دعا ہی بتلایا گیا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر متمکن ہونے پر احباب جماعت سے اپنے پہلے خطاب عام میں بھی خصوصیت سے دعائیں کرنے پر ہی زور دیا تھا۔ اس وقت تمام بنی نوع انسان اور خصوصیت سے دنیا بھر کے مسلمان جس ضعف کی حالت میں ہیں اس سے نکلنے کی راہ بھی گداز کرنے والی دعائیں ہی ہیں۔ ایسی دعائیں جو رسمی اور محض زبانی نہ ہوں کہ چند الفاظ دہرالئے اور بس۔ بلکہ ایسی دعا ہو جو "معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے"۔ ایسی دعائیں کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کا مطالعہ بہت مفید اور اہمیت رکھتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم ورحیم، حیاوالا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ تم پر رحم فرمائے گا"۔

آئیے اس رمضان مبارک میں پورے صدق اور وفا اور کامل یقین ومعرفت کے ساتھ مقبول دعاؤں کی خاص توفیق مولا کریم سے طلب کریں۔ وہ ارحم الراحمین ہماری تمام خطائیں اور گناہ بخش دے، ہم سے راضی ہو جائے اور ایسے کام کرائے جن سے وہ بہت ہی راضی ہو جائے۔ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے سچی، کامل وابستگی، خلافت کے فیض وبرکات کے دوام اور ان کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جانے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ کی غیر معمولی کامیابی، امت محمدیہ کی اصلاح، امن عالم اور تمام بنی نوع انسان کی توحید خالص کی طرف ہدایت ورہنمائی کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔ خدا کرے کہ زمین اس کے راستباز اور مؤحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ﴾۔ ❁❁ ❁❁

فرمان خلافت

(گیت)

(اس گیت کی بنیاد ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلیفہ منتخب ہونے کے معاً بعد جماعت سے ان کے پہلے خطاب پر رکھی گئی ہے جس میں آپ نے جماعت کو خاص طور پر دعائیں کرنے کی تاکیدی ہدایت فرمائی۔ اس گیت کے پہلے مصرع کے علاوہ بقیہ مضمون خطاب سے تعلق رکھنے کے باوجود شاعر کے اپنے احساسات وخیالات کا آئینہ دار سمجھا جائے۔ بطور احتیاط چونکہ یہ وضاحت ضروری تھی اس لئے گیت پڑھتے ہوئے اسے براہ کرم مدنظر رکھا جائے۔ جمیل الرحمن)

دعائیں کرو ، بس دعائیں کرو ‖ درِ یار ہی پر صدائیں کرو
رہے نم ہر اک سجدہ گہ آنسوؤں سے ‖ خدا سے سبھی التجائیں کرو

فراموش بیعت کی شرطیں نہ ہوں ‖ ترقی کی راہوں میں روکیں نہ ہوں
برستا رہے ہم پہ ابر کرم ‖ کبھی خشک ایماں کی فصلیں نہ ہوں
دعائیں کرو ، بس دعائیں کرو ‖ درِ یار ہی پر صدائیں کرو

چراغ اخوت ضیا بار ہوں ‖ پڑے ہیں جو غفلت میں ہشیار ہوں
نمو پائے روحوں میں تخم وفا ‖ وہ سچے ہوں جتنے بھی اقرار ہوں
دعائیں کرو ، بس دعائیں کرو ‖ درِ یار ہی پر صدائیں کرو

ادھورا نہ چھوڑے کسی کام کو ‖ سمجھ لیں سبھی اُس کے پیغام کو
شجر احمدیت کا پھولے ، پھلے ‖ خدا فتح دے روز اسلام کو
دعائیں کرو ، بس دعائیں کرو ‖ درِ یار ہی پر صدائیں کرو

زمیں سیکھ جائے زبان فلک ‖ ہمیں پہنچیں سب ارمغانِ فلک
فرشتے ہماری حفاظت کریں ‖ خلافت پہ ہو سائبانِ فلک
دعائیں کرو ، بس دعائیں کرو ‖ درِ یار ہی پر صدائیں کرو

(جمیل الرحمن۔ ہالینڈ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اسی طرح حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کا ۹،۸ سال کا بیٹا حمید اللہ فوت ہو گیا۔ آپ تدفین کے بعد حسب دستور عدالت میں حاضر ہو گئے اور کسی کو احساس نہیں ہونے دیا کہ بیٹے کو دفن کر کے آئے ہیں۔

حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جید عالم تھے لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کے مالی حالات تنگ ہو گئے۔ آپ کو ستایا گیا۔ لیکن جب آپ پر گند ڈالا گیا اور آپ کے منہ میں گوبر ڈالا گیا تو آپ نے اللہ کی خاطر صبر شکر سے اس اذیت کو برداشت کیا۔

حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر بے مثال صبر کا نمونہ دکھایا اور صرف اِنّا لِلّٰہ کہا۔ رونے والی عورتوں کو جھڑک دیا اور اپنے بچوں کو بھی نصیحت کی کہ تمہارے ابا تمہارے لئے دعاؤں کا عظیم خزانہ چھوڑ گئے ہیں جو وقت پر تمہارے کام آئے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ جالندھر گئے۔ بالائی منزل پر رہائش تھی۔ وہاں سے کسی کا ایک حقہ نیچے گر گیا جس سے آگ لگی، نقصان ہوا۔ حضور اقدس نے حقہ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ جب صحابہؓ کو اس ناراضگی کا علم ہوا تو انہوں نے حقے پینے ترک کر دئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک احمدی سے فرمایا کہ دوستوں کو حقہ چھوڑنے کی تلقین کریں۔ وہ گھر آئے اور سب سے پہلے اپنا حقہ توڑ ڈالا اور پھر دوسروں کو نصیحت کی۔ اس واقعہ کے بیان پر حضور انور ایدہ اللہ نے سگریٹ پینے والوں کو فرمایا کہ وہ بھی سگریٹ چھوڑ دیں۔ اس میں نشہ بھی ہے اور نوجوانوں کی زندگی برباد کر دیتی ہے۔ اس لئے ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ سگریٹ نوشی کو ترک کر دیں۔

ایک دوست کی ساڑھے سات ہزار کی لاٹری نکلی۔ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اس بارہ میں پوچھا۔ حضرت اقدس نے اسے حرام قرار دیا اور اس کے ذاتی استعمال سے منع کیا اور فرمایا غرباء پر خرچ کردو۔

حضور نے فرمایا کہ ہمارے ایک انگریز مربی سلسلہ بشیر احمد صاحب آرچرڈ احمدی ہوئے تو عظیم روحانی انقلاب پیدا کیا۔ سب سے پہلے شراب نوشی اور جوئے کو ترک کر ڈالا اور پھر اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اس دور میں حضرت خلیفہ رابعؒ کے کہنے پر یورپ میں شراب کے کاروبار میں ملازم احمدیوں نے ملازمتیں ترک کر دیں۔

حضور انور نے افریقہ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ وہاں امراء میں کئی کئی شادیوں کا رواج ہے۔ ایک دوست جب احمدی ہوئے تو چار بیویوں کے علاوہ باقی سب کو طلاقیں دے دیں۔ رقص وسرود کے رسیا لوگوں نے نہایت پاک تبدیلی پیدا کی۔ بڑے علماء احمدی ہوئے تو علم اور دنیاوی وجاہت ترک کر کے مسکینی اختیار کی۔ آج کے دور میں بھی احمدی اپنے بچوں کو وقف کر رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ نے قربانی کا عظیم نمونہ جماعت کے لئے پیش کیا اور جاہ وحشمت، عزت ومال کو قربان کر دیا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس پر فرمایا تھا کہ مَیں نہیں جانتا بعد میں آنے والے کیا نمونہ پیش کریں گے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی پیاری جماعت نے آپ کی امیدوں کو پورا کر دیا اور جان، مال، وقت کی قربانی سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ باپ بیٹے اور بیٹا باپ کے سامنے شہید ہوا۔ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے بعد آپ کی نسل میں سے بھی خون کی قربانی دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ آمین

❁❁❁❁ ❁❁ ❁❁❁❁

رمضان المبارک
تزکیۂ نفس کا مہینہ

(افتخار احمد ایاز۔ لندن)

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو بڑی رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ قرار دیا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جب قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا جس پر دین اسلام کی بنیاد ہے اور جو اپنے کمال اور جامعیت کے اعتبار سے کوئی مثال نہیں رکھتا۔ رمضان کے پاکیزہ ماحول میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور انسان کو تزکیۂ نفس کے لئے ایک بے نظیر موقعہ میسر آجاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے''۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ماہ رمضان کی فضیلت پوری شان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس ماہ کے اول و آخر بلکہ ہر لمحہ پر عبادات صدقہ و خیرات، ذکر الٰہی اور دیگر نیک امور کے سرانجام دینے کے مواقع میسر آتے ہیں اور یہ تمام مواقع تزکیۂ نفس کا موجب بنتے ہیں اور بدیوں اور گناہوں سے محفوظ رہنے اور نفس امّارہ کی منفی تحریکوں کے راستے مسدود ہونے سے اللہ کے بندے اس مہینہ میں دنیا میں ہی جنت کا منظر پا لیتے ہیں۔

قرآن کریم نے تاکیداً فرمایا ہے کہ ''اے مومنو! تم پر پہلے لوگوں کی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو''(البقرہ:۱۸۴)۔

تزکیۂ نفس اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کی راہوں پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ روزہ نفس امارہ کی تمام اخلاقی، معاشرتی اور روحانی کمزوریوں سے بچاتے ہوئے اللہ کی خوشنودی کی راہ دکھاتا ہے۔ گویا روزہ تزکیۂ نفس جیسے بلند مقام تک لے جانے اور تقویٰ حاصل کرنے کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

نفس کی پاکیزگی کے بغیر اللہ تعالیٰ کا پیار اور محبت حاصل کرسکنا ممکن نہیں اور نہ ہی انسان پاک وصاف نفس کے بغیر دین و دنیا میں کوئی حقیقی کامیابی اور خوشی حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پس جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ٹھیک ہو جاوے، خود پاک دل ہو جاوے، نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات حل اور دکھ دور ہو جاویں اور اس کو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا﴾ (الشمس:۱۰) کامیاب ہو گیا، بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیۂ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے۔

فلاح صرف امور دینی ہی میں نہیں بلکہ دنیا و دین میں کامیابی ہوگی۔ نفس کی ناپاکی سے بچنے والا انسان کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ دنیا میں ذلیل ہو''۔

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۱)

سورۃ الاعلیٰ کی آیت ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا﴾ (الشمس:۱۰) کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً وہ شخص بامراد ہوا جو نفسانی خواہشات سے اجتناب اختیار کر کے پاک ہوا۔ تَزَکّٰی کے معنے پاک ہونے کے ہوتے ہیں۔ پس اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس نے تقدس کا جامہ پہن لیا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خود قدوس ہے اس لئے وہی شخص اس کا قرب حاصل کرسکتا ہے جو تقدس اور پاکیزگی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ گناہ آلود زندگی بسر کرنے والے، خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈالنے والے، شیطانی راہوں کو اختیار کرنے والے اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے دنیا میں بھی ذلیل ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ذلیل ہوں گے۔ تمام کامیابیوں کی جڑ پاکیزگی اختیار کرنا ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۳۸)

بعض لوگ اپنے نفس کی اندھا دھند پیروی کرتے چلے جاتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ نفس کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور اس کی پاکیزگی اور صفائی کی طرف ہمیشہ توجہ دینی چاہئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان ذرائع کو اختیار کیا جائے جن سے تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے۔ ان میں سے اولین دعا ہے۔

تزکیہ نفس کے ذرائع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو طریق خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اس لئے جس قدر ہوسکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن:۶۱) تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور مسلمانوں نے بھی اس میں سخت ٹھوکر کھائی ہے کہ دعا جیسی شے کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں''۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۶)

❁...... **دُعا:**

رمضان خاص دعاؤں اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً ہر احمدی دعاؤں کا مجسمہ ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی پہلے دن سے ہی دعاؤں کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے نفس کی پاکیزگی ضروری ہے۔ صرف ضروری ہی نہیں بلکہ ایک بنیادی ضرورت ہے۔ انسان کا ضمیر اسے نفس کی حالت سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ اس لئے نفس کی پاکیزگی کے لئے خاص طور پر رمضان میں توجہ سے دعا کرنی چاہئے کیونکہ اس پاکیزگی کے بغیر انسان حقیقی معنوں میں کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتا، نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اور پھر ایک عزم کے ساتھ اس پاکیزگی کو حاصل کرنے کے دیگر ذرائع بھی اختیار کرنے چاہئیں۔

❁...... **ذکر الٰہی:**

دوسرا ذریعہ تزکیہ نفس کا ذکر الٰہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلب کو اطمینان عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے، اس سے اطمینان حاصل ہوگا۔ ہاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا۔ دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھ باہر اپنا غلہ بکھیر آتا ہے۔ بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ اس نے دانے ضائع کردئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھرے ہوئے دانوں میں سے ایک خرمن جمع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جس کا وہ طالب ہوتا ہے''۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۱۲)

پھر فرماتے ہیں: ''قرآن شریف میں ہے ﴿فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ:۱۵۳) یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا، تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے۔ پس، جو دم غافل وہ دم کافر، والی بات صاف ہے۔ یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہئے۔ اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اس کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے''۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۵۹)

رمضان تو ہر دم ذکر الٰہی کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ذہن میں یہ بھی رکھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نفس کو کلیۃً پاک اور صاف کردے۔ نفس کی پاکیزگی کے بھی درجات ہیں اور جیسے انسان نفس کی پاکیزگی میں ترقی کرتا ہے ویسے ہی اس کے لئے تقویٰ میں ترقی کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تقویٰ ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اور پاک و صاف نفس کے بغیر نیک عمل ممکن نہیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور یہ تزکیۂ نفس کا یقینی درجہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ﴾ (المنافقون:۱۰) کہ اے مومنو! تم کو مال اور اولاد اللہ کا ذکر کرنے سے روک نہ دے۔ تم اللہ کا ذکر کرنے میں کسی رکاوٹ کی پروا نہ کرو۔ اور کوئی تمہارا ایسا کام نہ ہو جس کو کرتے ہوئے تم اللہ کا ذکر کرنے میں سستی کرو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ایسی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی۔ یعنی جو اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اصحاب کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو سب سے بہتر اور سب سے پسندیدہ ہے اور سونے چاندی کے خرچ سے بھی بہت بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر کہ کوئی جہاد کے لئے جائے اور دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو جائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ذکر الٰہی کا درجہ سب سے بلند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جہاد سے بھی اس کا درجہ بلند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

❁...... **نماز:**

ذکر الٰہی کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ پنجوقتہ نمازوں کو خلوص اور صدق کے ساتھ ادا کیا جائے۔ صلوٰۃ تزکیۂ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ جب نمازوں میں ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح یعنی دین و دنیا میں حقیقی کامیابیوں کا دروازہ کھل جاتا ہے اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت، نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور خدا سے غافل کردیتے ہیں، اعراض کرنے لگ جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی گریہ وزاری اور تضرع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص، لالچ اور عیش و عشرت سب پر مقدم کر لیتا ہے''۔

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۶۳)

یہی وہ طریق ہے جس کے اختیار کرنے سے انسان تزکیۂ نفس حاصل کر لیتا ہے۔لیکن خداتعالیٰ کے فضل کے بغیر تزکیۂ نفس حاصل نہیں ہوتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی، کبر اور ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور یہ موادِ ردّیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے۔جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کی کچھ حقیقت نہیں پاتا۔وہ اس نور اور روشنی کو جو انوارِ معرفت سے اُسے ملتی ہے انہیں کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خداتعالیٰ کا ہی فضل اور رحم یقین کرتا ہے جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دھوپ پڑ کر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہ روشنی میری قابلیت کی وجہ سے ہے۔ یہ ایک دوسری بات ہے جس قدر وہ دیوار صاف ہوگی اسی قدر روشنی زیادہ صاف ہوگی......۔

پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی......۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیٔ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر عجز اور انکسار کے ساتھ خداتعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے''۔(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

❁......درُود و استغفار:

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے درود و استغفار تریاق ہیں۔ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ ''نمازوں کو سنوار کر پڑھا کرو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔صدق دل سے روزے رکھو، صدقہ وخیرات کرو، درود و استغفار پڑھا کرو''۔

(الحکم جلد ۷ مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۰۳ء)

باطنی پاکیزگی، روحانی ترقی اور اعلیٰ کمالات و اعلیٰ تزکیۂ نفس کے لئے درود کا کثرت سے پڑھنا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (احزاب:۵۷) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو۔ پھر قرآن کریم میں ارشاد ہوا ﴿ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا﴾ (احزاب آیت ۴۴) یعنی وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں تاکہ (اس کا نتیجہ یہ نکلے) وہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔انسان کا اندھیروں سے نور کی طرف جانا ہی تزکیۂ نفس ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا۔کیونکہ میرا یقین تھا کہ خداتعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔بجز وسیلۂ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں۔جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ﴾ (مائدہ آیت ۳۶)۔تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا مَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ''۔ ﷺ۔یعنی یہ اس بات کی وجہ سے ہے کہ تم نے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا ہے۔(حقیقة الوحی۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۳۱)

پس رمضان المبارک میں خاص طور پر بہت کثرت سے درود شریف پڑھیں اور اس التجا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نفس کے سارے اندھیروں کو دور کردے اور اپنے نور کی شعاؤں سے اسے منور کردے اور اس کو اپنے پیار سے ہمیشہ کے لئے بھر دے۔

❁......صحبت صالحین و صادقین

تزکیۂ نفس کے لئے صحبت صالحین کا بھی تاکیدی حکم ہے۔جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''تزکیۂ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے''۔

(ملفوظات جلد ۱)

حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں:

''تیسرا پہلو حصول نجات اور تقویٰ کا صادقوں کی معیت ہے جس کا حکم قرآن شریف میں ہے ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ یعنی اکیلے نہ رہو کہ اس حالت میں شیطان کا داؤ انسان پر ہوتا ہے بلکہ صادقوں کی معیت اختیار کرو اور ان کی جمعیت میں رہو تا کہ ان کے نور و برکات کا پرتَو تم پر پڑتا رہے۔اور خانۂ قلب کے ہر ایک خس و خاشاک کو محبت الٰہی کی آگ سے جلا کر نور الٰہی سے بھر دے''۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۷)

پھر فرمایا: ''اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ یعنی جو لوگ قولی، علمی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔اس سے پہلے فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ﴾ یعنی ایمان والو تقویٰ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاح نفس کے لئے ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ کا حکم دیا ہے۔جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا''۔

فرمایا: حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں وہ لوگ تیرا ذکر کر رہے تھے۔مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں سے ہی ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت کے کس قدر فائدے ہیں۔سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے''۔ (ملفوظات جلد ۶)

صحبت صالحین کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نماز باجماعت کا حکم فرمایا ہے تا ہم روزانہ پانچ مرتبہ صالحین کی صحبت کی برکتوں سے مستفید ہو سکیں۔پھر ضروری ہے کہ ہم جماعت کی تقاریب اجتماعات اور اجلاسات میں کثرت سے شامل ہوں اور اس نیت کے ساتھ شامل ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نفس کی کمزوریوں کو دور کردے اور ہمیں ہر لحاظ سے پاک وطیب بنا دے۔

تزکیۂ نفس کے لئے صحبت صادقین میں سب سے بڑی نعمت خلیفۂ وقت کا قرب ہے۔خلیفۂ وقت اپنے زمانہ کا سب سے بڑا صادق ہوتا ہے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ کی مجالس میں شامل ہونا، آپ کے پیچھے نمازیں ادا کرنا، آپ کے ارشادات کو توجہ سے سننا اور ان پر صدق سے عمل کرنا اور حضور کے ساتھ خطوط کے ذریعہ ایک والہانہ تعلق رکھنا تزکیۂ نفس کے لئے عظیم نعمتیں ہیں۔

ایم ٹی اے پر خلفاء کرام کے جو مجالس، خطبات اور خطابات نشر ہوتے ہیں ان کو توجہ سے سننا بھی ان مقدس وجودوں کی صحبت سے مستفید ہونے کا ایک طریق ہے۔

❁......حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی:

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا بھی تزکیۂ نفس کا ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور خائب وخاسر ہوگیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیۂ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔اور جیسے زبان سے خداتعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے۔اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے۔اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض وحسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دوسروں کی غیبت سے بالکل الگ ہونا چاہئے......... خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کرلیا ہے۔کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خداتعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خداتعالیٰ کا ہے۔مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خداتعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا''۔

''تزکیۂ نفس اسے کہتے ہیں کہ خالق ومخلوق دونوں کی طرف کے حقوق کی رعایت کرنے والا ہو''۔

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۷۳)

❁......ظاھری صفائی:

تزکیۂ نفس کے لئے ظاہری صفائی بھی بہت اہم ہے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''پھر تزکیہ سے ظاہری صفائی بھی مراد ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ راستہ میں کوئی گند نہ پھینکا جائے۔...... اسی طرح وضو کرنا، جمعہ کے دن نہانا، بدن اور لباس کی میل دور کرنا، ناک، کان اور بالوں کی صفائی کرنا، ناخنوں کے اندر میل نہ جمنے دینا، یہ تمام امور ﴿یُزَکِّیْھِمْ﴾ میں شامل ہیں۔اسی طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔پھر قلبی صفائی ہے اس کے متعلق بھی اسلام اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا حامل ہے۔اخلاقی تعلیم ہے۔اس کے متعلق بھی اسلام نے بڑا زور دیا ہے اور کہا ہے کہ غیبت نہ کرو، چغلی نہ کھاؤ، دوسروں پر ظلم نہ کرو، تجارتی بددیانتی نہ کرو، حساب کتاب صاف رکھو، سود نہ لو، قرض دو تو لکھ لیا کرو، قرض لو تو مقررہ وقت کے اندر ادا کرو، غرض تزکیۂ نفوس کے لئے تمام احکام قرآن کریم نے بیان کردئے ہیں''۔(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

❁......خیالات کی پاکیزگی:

تزکیۂ نفس کے لئے خیالات کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ تزکیۂ نفس کے لئے خیالات کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ بے شک خیالات کو کلی طور پر پاک کرنا تو ہر انسان کے لئے ناممکن ہے لیکن اگر کوئی برا خیال پیدا ہو تو اسے اپنے دل سے نکال دینا تو ہر انسان کے لئے ممکن ہے......تزکیۂ نفس کی بنیاد انسانی قلب کی صفائی پر ہے اور اس کی اہمیت رسول کریم ﷺ نے ایک دوسری جگہ پر یوں فرمائی ہے کہ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ تندرست ہوتا ہے تو سارا جسم تندرست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا: غور سے سنو وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔

پس اسلام میں پاکیزگی اس کا نام نہیں کہ صرف زبان پر اچھی باتیں ہوں یا اعمال تو اچھے ہوں اور دل میں بُرائی ہو بلکہ اسلام میں اصل پاکیزگی دل کی سمجھی جاتی ہے۔ جو انسان اپنے دل کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں وہ خداتعالیٰ کے نزدیک ہرگز پاکیزہ نہیں۔ ایک شخص قطعاً کوئی گناہ نہ کرے مگر اس کے دل میں گناہ اور برائی سے الفت ہو اور گناہ کے ذکر میں اُسے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے

یہی وسیلہ ہے جس سے اب ہمارے ذاتی اور جماعتی فیض اور برکات اور ترقیات وابستہ ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۵ ستمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۵ تبوک ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام احمدیہ مشن، فرانس

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۷)۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو درود شریف پڑھنے کی اس قدر تاکید فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟۔ کیا آنحضرت ﷺ کو ہماری دعاؤں کی حاجت ہے۔ نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں یہ طریق سکھایا ہے کہ اے میرے بندو تم جب اپنی حاجات لے کر میرے پاس آؤ، میرے پاس حاضر ہو تو اپنی دعاؤں کو قبول کروانے اور اپنی حاجات کو پوری کرنے کا اب ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچو۔ اگر تم نے یہ وسیلہ اختیار نہ کیا تو پھر تمہاری سب عبادتیں رائیگاں چلی جائیں گی کیونکہ مَیں نے یہ سب کچھ، یہ سب کائنات اپنے اس پیارے نبی کے لئے پیدا کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’اگرچہ آنحضرت ﷺ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مدعولہٗ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کے لئے برکت چاہتے ہیں، بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۴-۲۵)

اس اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جو باتیں سمجھائی ہیں جن سے درود شریف پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ فرمایا پہلے تو تم سب یہ یاد رکھو کہ آنحضرت ﷺ کو تمہاری دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ تمہارے درود پڑھنے سے ہی آنحضرت ﷺ کا مقام بلند ہو رہا ہے۔ وہ تو پہلے ہی ایک ایسی ہستی ہے جو خدا تعالیٰ کو بہت پیاری ہے۔ فرمایا کہ اس میں گہرا راز ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے سے ایک ذاتی تعلق اور محبت کی وجہ سے اس دوسرے شخص کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے تو وہ اس کے وجود کا ہی حصہ بن جاتا ہے یعنی وہ محبت اور تعلق میں ایک ہو جاتے ہیں مثلاً دنیاوی رشتوں میں اب دیکھیں مثال دیتا ہوں، ماں بچے کی محبت ہے، بعض دفعہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بچہ جب چلنا شروع کرتا ہے، ذرا سی ہوش اس کو آتی ہے، اگر اس کو کوئی کھانے کی چیز ملے تو وہ بعض دفعہ اس میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا جو اکثر ٹکڑے کی بجائے ذرّات کی شکل میں ہوتا ہے۔ وہ اس پیار اور تعلق کی وجہ سے جو اس بچے کو اپنی ماں سے ہے، اپنی ماں کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس چھوٹے سے ٹکڑے کی وجہ سے ماں کا پیٹ تو نہیں بھر رہا ہوتا لیکن ایک پیار کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور اس حرکت کی وجہ سے ماں کو بھی اس بچے پر اتنا ہی پیار آتا ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور وہ اس کو پہلے سے بڑھ کر اپنے ساتھ چمٹاتی ہے اس کی ایک چھوٹی سی معصوم سی حرکت پر، اس کا خیال رکھتی ہے۔ تو اس طرح کی مثالیں کم و بیش آپ کو اور بھی دنیاوی تعلقات میں، دنیاوی رشتوں میں ملتی رہیں گی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اقتباس میں فرما رہے ہیں کہ جب محبت میں ایک ہی وجود بن جائیں تو جو فیض اس کو ملتا ہے اور جو برکتیں اس کو ملتی ہیں، جس کے لئے آپ دعا کر رہے ہوتے ہیں وہی آپ کو بھی مل رہا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں ہیں، اور بے انتہاء فیض ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر نازل فرمائیں اور فرما رہا ہے اور فرماتا چلا جائے گا جب تک یہ دنیا قائم ہے۔ تو آپ کو بھی درود بھیجنے کی وجہ سے، اس ذاتی تعلق کی وجہ سے، جو ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات سے ہے اور ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل ہونے والے فیض سے اُن لوگوں کو بھی حصہ ملتا رہے گا جو ایک سچے دل کے ساتھ آپ پر درود بھیج رہے ہوں گے۔ مگر شرط یہی ہے کہ ایک جوش، ایک محبت ہو جو درود پڑھتے وقت آپ کے اندر پیدا ہو رہا ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس کثرت سے درود شریف پڑھنے پر آپ پر جو بے انتہاء برکتیں نازل ہوئیں اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ بجز وسیلۂ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (مائدہ آیت ۳۶)۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا مَاصَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ‘‘۔ ﷺ۔

(حقیقةالوحی۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۔ تذکرہ۔ صفحہ ۷۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

تو اس میں آپ فرما رہے ہیں کہ کیونکہ مَیں اپنے پیدا کرنے والے خالق کو، مالک کو حاصل کرنا چاہتا تھا اور مجھے یہ پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اتنا آسان کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا راستہ کوئی آسان راستہ نہیں۔ بڑا مشکل اور کٹھن راستوں سے گزر کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ تو اس قرب کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی، آپ فرماتے ہیں کہ اب مجھ تک یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اب ایک ہی ذریعہ ہے، ایک ہی وسیلہ ہے اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو آپ یہ فرما رہے ہیں کہ مَیں نے اس سے سبق لیتے ہوئے آپ ﷺ پر بہت زیادہ درود بھیجا۔ اور گویا اس طرح تھا کہ مَیں ہر وقت اس ایک خیال میں ڈوبا رہتا تھا اور آپؐ پر درود بھیجتا رہتا تھا تو نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بتانے کے لئے کہ تم بھی اب اس وسیلہ سے میرا قرب پا چکے ہو مجھے کشفی حالت میں یہ نظارہ دکھایا کہ دو آدمی جن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں، اندرونی اور بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ حاصل ہوا ہے۔ تو اندرونی اور بیرونی راستوں سے داخل ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اب اس برکت سے آپ پر ہر طرح کی برکتیں اور فضل نازل ہوتے رہیں گے اور آپ پر بھی آنحضرت ﷺ کا فیض جو ہے وہ پہنچتا رہے گا۔ تو یہ ہیں درود کی برکات۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے ﷺ۔‘‘

’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کی طفیل سے

ہیں۔ اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے۔ کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے''۔ (یعنی آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کا مرتبہ کتنا بلند ہے کہ جو آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے'۔ تو فرماتے ہیں کہ : ''اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پرنُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجے تھے۔ ﷺ۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا۔ جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے۔ (اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دین کا از سر نو سے احیاء ہو، دین پھیلے) لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُـحـیـی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مـحـیـی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا۔ اور اشارہ سے اس نے کہا هٰـذَا رَجُـلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے''۔ یعنی سب سے بڑی شرط یہی ہے کہ دین کو زندہ کرنے والا کون ہوگا ، وہی جو اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت رکھتا ہے ''سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔ یعنی یہ شرط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہے۔ یہ اشارہ کر رہے ہیں وہ فرشتے۔

''اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبیـــــن طاہرین کی وراثت پاتا ہے۔ اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے''۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۷ تا ۵۹۹)

حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا''۔ (ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبیؐ)

پھر ایک روایت آتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک کو ملے گا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی علی النبیؐ)

تو اس سے مزید یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی رحمتیں اور اس کی بخشش اگر چاہتے ہو تو وہ اب صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے ہی ملے گی اور یہ بھی آپؐ کا بہت سے احسانوں میں سے ایک احسان ہے کہ اس کا طریق بھی سکھا دیا، اذان کے بعد کی دعا بھی سکھا دی کہ اس طرح میرا وسیلہ تلاش کرو۔ تو یہ دعا بھی ہر ایک کو یاد کرنی چاہئے۔

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

(جلاء الافہام بحوالہ کتاب صلوٰۃ علی النبیؐ اسماعیل بن اسحاق)

پس کس شخص کی خواہش نہیں ہوتی کہ وہ نیکی اور پاکیزگی میں ترقی کرے۔ تو ہمارے محسن، ہمارے آقا، محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ راستہ دکھا دیا کہ مجھ پر درود بھیجو، تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی کا باعث بنے گا۔ لیکن کیا صرف خالی درود پڑھنے سے ہی تمام مراحل طے ہو جائیں گے۔ کئی تسبیح پھیرنے والے آپ کو ملیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم ذکر الٰہی کر رہے ہیں اور اتنی تیزی سے تسبیح چل رہی ہوتی ہے کہ اس میں درود پڑھا ہی نہیں جا سکتا، بلکہ کوئی ذکر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر دل بے چین ہو جاتا ہے کہ یہ کس طرح درود پڑھ رہے ہیں۔ تو یہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اللہ اور رسول کا نام لے رہے ہیں۔ اور آدمی کو بعض دفعہ خیال بھی آتا ہے کہ یہ ان کے ظاہری اعمال ہیں اور یہ ان کی حالت ہے جو نظر آ رہی ہے۔ تسبیح پھیر رہے ہیں۔ تو یہ تضاد کیوں ہے۔ تو اس مسئلے کو اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرح حل فرمایا ہے اور ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی توفیق ملی۔

آپ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا تا کہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے''۔ آپ کی کامیابیاں کیا ہیں۔ یہی کہ اسلام کو ساری دنیا میں غلبہ حاصل ہو'' اس کا نتیجہ یہ ہوگا قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں اول: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ۔ دوم: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ اور سوم: موہبت الٰہی''۔ (سلسلہ کلمات طیبات حضرت امام الزمان نمبر 1 حضرت اقدس کی ایک تقریر صفحہ ۲۲ رسالہ ریویو اردو جلد ۳ نمبر 1 صفحہ ۱۴۔۱۵)

تو پہلی دو تو یہی ہیں جو آنحضرت ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ملے گی۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ بھی آپ پر درود شریف بھیجیں۔ تو جب تک درد کے ساتھ، جوش کے ساتھ آپ کے احسانوں کو سامنے رکھتے ہوئے درود شریف نہیں پڑھا جائے گا اور دل میں وہ جوش نہیں پیدا ہوگا جس سے آپؐ پر درود بھیجنے کا حق ادا ہو تو اس وقت تک یہ درود صرف زبانی درود ہی کہلائے گا اور آپ کے دل سے نکلی ہوئی آواز نہیں ہوگی۔ تو درود شریف پڑھنے کے بھی کچھ طریقے ہیں، کچھ اسلوب ہیں، ان کو اپناتے ہوئے اگر ہم درود پڑھیں گے تو یقیناً یہ عرش تک پہنچے گا اور بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں لے کر پھر واپس آئے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے ایک کفارہ ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمت بھیجے گا۔

(جلاء الافہام بحوالہ کتاب الصلوۃ علی النبی ﷺ لابن ابی عاصم)

انسان خطاؤں کا پتلا ہے، غلطیاں کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو پتہ نہیں کیا سلوک ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کو اپنے بندوں پر نازل کرنے کا بھی طریق آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہمیں بتا دیا کہ آپ ﷺ پر درود بھیجو، آپؐ کے حسن و احسان کو یاد کرتے ہوئے آپ پر درود بھیجو اور بھیجتے چلے جاؤ، تو اللہ تعالیٰ کی دس گنا زیادہ رحمتوں کے وارث بنتے چلے جاؤ گے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا اس سے بھی کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے جتنا کہ ٹھنڈا پانی پیاس کو۔ اور آپ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اور آپ کی محبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔ (تفسیر در منثور بحوالہ تاریخ خطیب و ترغیب اصفہان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ فرمایا کہ (میرے لئے تو) اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا ایک موقع بخشا ہے۔

(تفسیر درمنثور بحوالہ ترغیب اصفہانی و مسندد یلمی)

تو اس حدیث سے مزید بات کھل گئی کہ اللہ تعالیٰ موقعے تلاش کر رہا ہے مومنوں کو اپنی رحمتوں اور فضلوں کی چادر میں لپیٹنے کا کہ تم میرے پیارے نبی ﷺ پر درود بھیجو، مَیں تمہاری نجات کے سامان پیدا کرتا چلا جاؤں گا۔ تو یہ بھی ایک احسان ہے آپ ﷺ کا کہ آپ نے اُخروی نجات کے حصول کا طریق بھی ہمیں سکھا دیا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے اوپر نہیں جاتا)۔(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبیؐ)

تو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے اس حدیث نے مزید واضح کیا کہ اگر تم دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہو تو ایک دلی جوش اور محبت کے ساتھ جس سے بڑھ کر محبت کسی مومن کو کسی دوسرے شخص سے نہیں ہو سکتی اور نہیں ہونی چاہئے، آنحضرت ﷺ پر درود کے ذریعہ سے اپنے مولا کے حضور پیش کرو تو تمہاری ساری دعائیں قابل قبول ہوں گی اور راستے میں بکھر نہیں جائیں گی۔

ایک روایت ہے۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے کعب بن عجرہ ملے اور کہنے لگے کیا مَیں آنحضرت ﷺ سے سنی ہوئی ایک بات بطور ہدیہ تمہیں نہ پہنچاؤں؟ مَیں نے کہا آپ ضرور مجھے یہ ہدیہ دیں۔انہوں نے کہا ہم لوگوں نے ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا۔مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے۔ تو آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو: ’’ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی صفۃ الصلاۃ علی النبی ﷺ)

اے اللہ! محمد ﷺ پر محمدؐ کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر درود بھیجا۔تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔اے اللہ! محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر برکتیں بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکتیں بھیجیں۔تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

تو دیکھیں اس میں صحابہ کی نیکیاں، کہ ایک تو وہ یہ تڑپ دل میں رکھے ہوئے ہیں کہ میرا دوسرا مومن بھائی بھی ان فضلوں سے محروم نہ رہ جائے جو اللہ تعالیٰ مجھ پر کر رہا ہے۔اور پھر یہ تڑپ کہ مَیں زیادہ سے زیادہ مومنوں تک یہ بات پہنچاؤں کہ میرے پیارے نبی ﷺ پر درود بھیجیں۔تو یہ ہیں مومنوں کے طریق۔لیکن یاد رکھیں کہ دنیاوی دکھاوے کے لئے، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، محفلیں جما کر، طوطے کی طرح رٹ لگاتے ہوئے بغیر غور کے درود پڑھنے کا طریق صحیح نہیں ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔تمہیں کیا معلوم کہ ہو سکتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا ہو۔راوی کہتا ہے کہ سامعین نے ان سے کہا آپ ہمیں اس کا طریقہ بتائیں۔انہوں نے کہا یوں کہا کرو۔اے اللہ! اپنی جناب سے درود بھیج، رحمت اور برکات نازل فرما، سید المرسلین اور متقیوں کے امام اور خاتم النبیین، محمد اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو ہر نیکی کے میدان کے پیشوا اور ہر نیکی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسول رحمت ہیں۔اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ کو ایسے مقام پر فائز فرما جس پر پہلے اور پچھلے سب رشک کریں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا)

پھر ایک حدیث ہے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے۔جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔اب چاہے تو اس میں کمی کرے، چاہے تو اس کو زیادہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا)۔

تو یہ دیکھیں کیا طریقے ہمیں سمجھائے فضلوں کو حاصل کرنے کے۔

پھر ایک روایت آتی ہے۔روای بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مَیں نے حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں اپنی دعا کے وقت ایک بڑا حصہ حضور پر درود بھیجنے میں صرف کرتا ہوں۔بہتر ہو کہ حضور ارشاد فرمائیں کہ مَیں اپنی دعا کے وقت میں سے کس قدر حصہ حضور پر درود بھیجنے میں مخصوص کردوں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جتنا چاہو۔مَیں نے عرض کی کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا: جتنا چاہو۔ اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے۔مَیں نے عرض کیا کہ آئندہ مَیں اپنی دعا کا سارا وقت حضور پر درود کے لئے مقرر کرتا ہوں۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اس صورت میں تمہاری ساری ضرورتیں اور مرادیں پوری ہوں گی اور سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔(ترمذی)

اس زمانہ میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں لاہور کے دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا۔۱۸۹۸ء کا یہ اس کے قریب کا واقعہ ہے کہ مَیں درود شریف کثرت سے پڑھتا تھا اور اس میں بہت لذت اور سرور حاصل کرتا تھا۔انہی ایام میں مَیں نے ایک حدیث میں پڑھا کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں عرض کیا کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی۔یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پرزور خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں بھی ایسا ہی کروں۔چنانچہ ایک روز جبکہ قادیان آیا ہوا تھا اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا، مَیں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ مَیں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔حضورؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی۔کہتے ہیں تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں‘‘۔

ایک روایت ہے، حدیث میں آتا ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو مَیں آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔آپؐ کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔کہتے ہیں رفتہ رفتہ انتظار کرتے کرتے اتنا لمبا عرصہ گزر گیا کہ مَیں دیکھ رہا تھا کہ اس عرصہ میں آپؐ سجدہ کی حالت میں ہیں۔اور سجدہ میں چونکہ مَیں مُخل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے مَیں آگے نہیں بڑھا۔لیکن اتنا لمبا عرصہ گزرا تو مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ نعوذ باللہ من ذٰلک رسول اللہ ﷺ کی روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر گئی ہو، اسی سجدہ کی حالت میں آپ فوت نہ ہو گئے ہوں۔اس غم اور فکر سے مَیں دوڑا۔قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے آنے کی آواز سنی اور سجدہ سے سر اٹھایا اور پوچھا: اے عبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ مَیں نے آپؐ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا یا رسول اللہ! یہ وجہ ہے جو مَیں آپ کے قریب آ گیا ہوں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ کیا مَیں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا مَیں اس پر رحمت نازل کروں گا۔اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا مَیں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔(مسند احمد بن حنبل)

پھر ایک حدیث میں روایت ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا اس نے جنت کا رستہ کھو دیا، یا وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقاعۃ والسنۃ فیہا باب الصلوٰۃ علی النبیؐ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾۔

(الاحزاب: ۵۷)(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۱۔۳۰۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’رسول اللہ ﷺ کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آجاتا ہے‘‘۔یعنی کہ اس زمانہ میں جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے۔دنیا کی کیا حالت تھی، کس قدر گراوٹ تھی اور...... اور کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں آپؐ کے آنے سے۔) تو آپ فرماتے ہیں کہ انسان کی روح وجد میں آجاتی ہے۔اور’’ وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے ۔میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم نے کیا کیا۔ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۷) کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا۔صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

آپ فرماتے ہیں کہ: خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہے جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں، وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے لیکن اس نے نبوت تو نہیں کی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا، ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے، یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی صدق و صفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پر درود و سلام بھیجو۔

فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہیں فرمایا"۔ یعنی ایسے اعمال اللہ تعالیٰ کو پسند تھے کہ ان کو محدود کرنے کے لئے کوئی لفظ ایسا نہیں تھا جس سے وہ اوصاف محدود ہو جائیں، یعنی ان کی کوئی حد نہیں تھی۔ فرماتے ہیں: یعنی آپ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپ کی ہمت و صدق و وفا کا کہاں تک اثر آپ کے پیروؤں پر ہوا تھا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بد روش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے۔ عادات راسخہ کو گنوانا کیسا محالات سے ہے۔ یعنی جو عادات پکی ہو جائیں ان کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ لیکن ہمارے مقدس نبی ﷺ نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا، جو حیوانوں سے بدتر تھے۔ یعنی بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانوں کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ مُردوں کا مال کھاتے تھے۔ بعض ستارہ پرست تھے۔ بعض دہریہ تھے۔ بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے، ہر ایک غلط عقیدہ یا بری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے، اس کے استحصال کے لئے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت اور تصرف ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے، اُسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ﴾ اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم ﷺ کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپؐ پر درود پڑھو اور آپؐ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو، سب حکموں پر کاربند رہو۔"

(البدر۔ جلد ۲، نمبر ۱۴۔ بتاریخ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۱۰۹)

بعض دفعہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ کتنی دفعہ درود پڑھنا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں:

"کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے۔ اور اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک ایک حالت رقّت اور بےخودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے۔ اور سینے میں انشراح اور ذوق پایا جائے"۔

نیز آپؑ نے فرمایا: اس قدر پڑھا جائے کہ کیفیتِ صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے اور ایک انشراح اور لذّت اور حیاتِ قلب پیدا ہو جائے۔ (مکتوبات حصہ اول صفحہ ۲۶) محسوس ہو کہ دل میں ایک جوش ہے، لذت ہے۔ تو اب ان لوگوں کے سوال کا جواب اس میں آ گیا جو یہ کہتے ہیں کہ کتنی دفعہ پڑھنا چاہئے۔ ایک تو اخلاص اور محبت دکھاؤ۔ جس کو محبوب بنایا ہے اس کا نام لینے میں، اس کی تعریف کرنے میں، اس کی خوبیاں بیان کرنے میں، اس کے محاسن گنوانے میں، اس کا ذکر کرنے میں انسان گنتی کی قید تو نہیں لگاتا۔ دنیاوی محبوبوں کے لئے بھی یہ طریق استعمال نہیں ہوتا۔ یہ تو وہ محبوب ہے جس پر درود بھیجنے سے ہماری دنیا و آخرت دونوں سنور رہے ہیں۔ اور پھر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ جذبات اپنی انتہا کو پہنچ جائیں اور پھر اس ذکر سے، اس درود بھیجنے سے ایک سرور اور ایک لطف آنا شروع ہو جائے، مزا آنا شروع ہو جائے اور دل یہ چاہے کہ انسان ہر وقت درود بھیجتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ بھی ایک خط ہے جو تحریر فرمایا آپ نے کہ: " آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں............ اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۴۔۲۵)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ

:" ایک مرتبہ مَیں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گزر بھی گئے، دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دم بدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہیٔ ملک بقا ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر (یعنی بالکل مایوسی کی حالت طاری ہو گئی) تیسری مرتبہ مجھے سورۃ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہو گا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے:" سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّد"۔ (نزول المسیح۔ نشان نمبر ۷۷۔ تاریخ ۱۸۸۰ء)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ تحریر فرماتے ہیں:

" ایک بار میں نے خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور اس کی کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہوتی ہیں۔ اور بقدر حصہ

SOUTHFIELDS SOLICITORS

FOR ALL YOUR LEGAL NEEDS

Telephone : Mr Hamid Iqbal on 020 8871 5007
Mobiles: 07 802 161 256 OR 077 0930 2077
3-9 Broomhill Road 202 Down House Wandsworth SW 18 4 JQ

FOR : CRIMINAL MATTERS : Mr Iqbal who is a Duty Solicitor and has over 34 years experience in Criminal Litigation.

FOR: Buying and selling houses, shops and businesses : Joseph or Rachel

FOR: Personal Injury; Family matters; Rachel/Salima

FOR: Will and Probate : Hamid Iqbal

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں‘‘۔(یعنی جو جو لوگ درود شریف بھیج رہے ہیں اور جس جس جوش سے بھیج رہے ہیں ان تک وہ اتنا حصہ پہنچتا رہتا ہے۔یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا‘‘۔یعنی اب کوئی بھی فیض جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہونے ہیں بغیر آنحضرت ﷺ کی وساطت کے کسی شخص تک نہیں پہنچ سکتے۔

فرمایا: درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔

(اخبار الحکم جلد ۷نمبر۸صفحہ ۷پرچہ ۲۸/ فروری ۱۹۰۳ء)

ایک دفعہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو اپنی بعض مشکلات کی وجہ سے دعا کی تلقین کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

’’آپ درویشانہ سیرت سے ہر ایک نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر ایک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں اور اپنے لئے دعا کریں‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول صفحہ ۳۳)

تو یہاں کسی کو یہ خیال نہ آئے کہ پہلے تو حد نہیں لگائی تھی یہاں تو گنتی بتادی ہے۔تو واضح ہو کہ پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے مخصوص حالات کی وجہ سے دعا کا ایک طریق بتایا۔ دوسرے اس میں ’کم سے کم‘ کہا ہے کہ اتنی دفعہ ضرور پڑھیں۔اصل بات وہی ہے کہ درود میں قید کوئی نہیں کہ زیادہ سے زیادہ کتنا پڑھا جائے۔جتنی توفیق ہے پڑھتے چلے جائیں اور اتنا ہی فیض پاتے چلے جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی درود کا کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ اعجاز المسیح میں درج ہے کہ’’ فَصَلُّوْا عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْمُحْسِنِ الَّذِيْ هُوَ مَظْهَرُ صِفَاتِ الرَّحْمٰنِ الْمَنَّانِ ۔(اے لوگو!) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن ومنّان کی صفات کا مظہر ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔اے اللہ! اس امّی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے جس طرح اس نے اوّلین کو سیر کیا۔اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کردیا‘‘۔(اعجاز المسیح ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۵)

ایک یہ الہام ہے:’’ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔اَلصَّلٰوةُ هُوَ الْمُرَبِّي ۔کہ نیک کاموں کی طرف رہنمائی کر اور برے کاموں سے روک۔اور محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج۔درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔

(براہین احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کثرت سے اپنے آقا پر درود بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر نوازا کہ آپؑ کو الہاماً فرمایا:

’’تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔زمین وآسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے‘‘۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۱۶۲۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہوا ایک لمبا عربی الہام ہے، کچھ حصے کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔کہ خدا عرش پر سے تیری تعریف کررہا ہے۔ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرلے اگرچہ منکر کراہت کریں۔ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرلے گا تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا‘‘۔

(تذکرہ صفحہ ۳۵۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

تو یہ ہیں برکات اور فیض جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے حاصل ہوتے ہیں۔پس ہر احمدی کو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔یہی وسیلہ ہے جس سے اب ہمارے ذاتی فیض بھی اور جماعتی فیض اور برکات اور ترقیات وابستہ ہیں۔آج جمعہ کا دن بھی ہے اور جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ نے اپنے پر درود بھیجنے کی مومنوں کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔اسی روز آدم پیدا کئے گئے،اسی روز انہیں وفات دی گئی۔اسی دن نفخ صُور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔پس اسی روز تم مجھ سے کثرت سے درود بھیجا کرو۔تمہارا درود مجھ تک ...... پہنچایا جائے گا۔راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی کہ جسم مٹی بن گیا ہوگا اس وقت ہمارا دُرود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کردیا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے بھی اس کا خاص تعلق ہے۔جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ جماعتی ترقیات اسی سے وابستہ ہیں ۔اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی بڑی اچھی تشریح فرمائی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

’’جمعہ کا مضمون بہت گہرا اور وسیع ہے............ جمعہ ایک زمانے کا نام ہے اور اس زمانے میں جمعیت کے معنے داخل ہوتے ہیں مختلف چیزوں کا آپس میں ملا دینا۔پس جب اس پہلو سے اس حدیث کا مطالعہ کریں تو بہت وسیع مضمون ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دن نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔اگر قیامت کا دن مراد ہو تو وہاں جمعہ کے دن کی کیا بحث ہے وہاں تو ازل اور ابد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔وہاں یہ بحث ہی نہیں ہوتی کہ دن کون سا ہے۔قیامت کا وقت تو ایک عرصے کا نام ہے اور یہ جو دن ہم گنتے ہیں ان دنوں کی بحث نہیں ہے۔اس میں طویل زمانے کا نام ہے اور اس کو جمعہ کہنا کن معنوں میں درست ہے صرف ان معنوں میں کہ اس دن تمام اگلے اور پچھلے اکٹھے کردئے جائیں گے۔..........اور وہ ایک دن نہیں ہوگا کہ سورج چڑھا، دن ہوا اور سورج غروب ہوا تو دن غروب ہوا۔ بلکہ ایک زمانہ طلوع ہوگا اور اس سارے زمانے کا نام جمعہ ہے۔

......دوسری بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ جب اس دنیا پر اس کا اطلاق کر کے دیکھیں تو ایک اور مضمون ابھرتا ہے جس کا سورہ جمعہ میں ذکر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی روز نفخ صور ہوگا یعنی تمام بنی نوع انسان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دین کی طرف بلایا جائے گا اور یہ نفخ صور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہے اور اس کے متعلق بکثرت شواہد ملتے ہیں احادیث میں بھی اور گزشتہ اولیاء کے حوالوں سے بھی کہ یہ وعدہ کہ تمام دنیا کے ادیان پر محمد رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آئے گا یہ مسیح موعود کے زمانے میں پورا ہونا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا دور ہے جس کے متعلق فرمایا ہے اسی روز غشی ہوگی یعنی وہ اتنا خطرناک دور ہوگا کہ پہلے لوگ مدہوش کردئے جائیں گے، مارا مار پھریں گے، کچھ سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا ہوگیا ہے دنیا کو۔پھر وہ دین اسلام کی طرف راغب کئے جائیں گے۔

اور اس کے بعد فرمایا: پس اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔پس جماعت کے لئے دیکھو کتنی بڑی خوشخبری ہے اس میں کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہماری تمام برکتیں دُرود سے وابستہ ہو چکی ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں کثرت سے درود بھیجنے کے نتیجے میں ہم اُن عالمی مصیبتوں سے بچائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے درود ہی کی برکت سے دنیا میں اسلام پھیلے گا۔ظاہر بات ہے جب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو گے تو رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کی کثرت ہوگی۔کیونکہ آسمان سے خدا اور اس کے فرشتے بھی درود بھیج رہے ہونگے جس کے اندر ایک عددی برکت بھی شامل ہوتی ہے۔پس کثرت سے درود بھیجو۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے تم پر اور خدا کے فرشتے بھی تم پر درود بھیجیں گے اور اس کے نتیجے میں عددی برکت بھی نصیب ہوگی۔یعنی تمہاری تعداد میں بھی اضافہ ہوگا۔

پس اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔جماعت کو بہت زیادہ درود شریف پڑھنا چاہئے۔ یہاں جو اس وقت آپ بہت تھوڑے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال آپ کو بہت سی سعید روحیں ملی ہیں جنہوں نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا اور ایمان لائے۔پس آپ میں سے ہر ایک، پرانے احمدی بھی اور نئے شامل ہونے والے احمدی بھی، اگر اپنی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہیں، اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو بہت درود پڑھیں۔سمجھ کر پڑھیں، دل کی گہرائیوں سے پڑھیں تا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/مارچ ۱۹۹۹ء)

آج انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ بھی شروع ہو رہا ہے۔ان تین دنوں میں بھی خاص طور پر اس طرف توجہ دیں اور بہت زیادہ درود پڑھیں تا کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کے فیض آپ کو ان تین دنوں میں بھی نظر آئیں۔اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت دعائیں کی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو آپ سب کے حق میں قبول فرمائے اور آپ سب کو ان کا وارث کرے اور ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا رہے۔آمین۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ کینیڈا از صفحہ نمبر ۱۶

وہ یورپ کے دورہ کے بعد ایئر کینیڈا کی فلائٹ پر بیٹھنے کے لئے جا رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فلائٹ چھوڑ کر مسجد فضل لندن جا کر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری دیدار کیا اور اپنی تعزیت پیش کی۔ معزز مہمان کے خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور دوسرے روز کا دوسرا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ کے مختلف پروفیشنل ایسوسی ایشنز کے اجلاس

دوسرے دن جلسہ گاہ کی مختلف جگہوں پر ظہرانے کے وقفہ میں جماعت احمدیہ کینیڈا کی مختلف پروفیشنل ایسوسی ایشنز کے اجلاس ہوئے۔

Ahmadiyya Medical Association
Ahmadiyya Artitecture Association
Ahmadiyya Lawyers Association

ان اجلاسوں میں یہاں کے احمدی ڈاکٹروں، انجنیئر ز اور وکلاء حضرات نے شرکت کی۔

تیسرا اجلاس شام چار بجے شروع ہؤا۔ اس اجلاس میں پانچ تقاریر ہوئیں۔ جن میں سے چار انگریزی میں ایک اردو زبان میں ہوئی۔

تلاوت، نظم اور ترجمے کے بعد مکرم کرنل دلدار احمد صاحب، سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد مبارک پیش کیا جس میں اس دار فانی سے رخصت ہوجانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک کی گئی ہے۔ اس کے بعد مکرم کرنل صاحب موصوف نے دوران سال کینیڈا میں وفات پا جانے والے تیس (۳۰) مرحومین کے اسمائے گرامی مع تاریخ وفات پڑھ کر سنائے۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی تحریک کی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے Genetic Engineering - Islamic Perspectives کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اور اس کے محاسن و خوبیوں کے علاوہ اس کی برائیوں اور خامیوں پر بحث کی۔ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نفس مضمون کی وضاحت فرمائی۔

دوسری تقریر جماعت احمدیہ کینیڈا کے جید عالم اور محقق مکرم ڈاکٹر سلیم الرحمٰن صاحب کی تھی۔ آپ نے Cosmology and the Holy Quran یعنی علم فلکیات کو قرآن کریم کی روشنی میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مصری عالم مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی تھی۔ آپ نے How a Khalifa is appointed by Allah یعنی خدا خلیفہ کیسے بناتا ہے، کے موضوع پر نہایت مدلل خطاب کیا۔

چوتھی تقریر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری کی تھی۔ آپ نے Predestination vs. Free Will یعنی تقدیر اور آزادی فکر و عمل کے مشکل ترین موضوع پر خطاب کیا۔

اس اجلاس کی آخری اور پانچویں تقریر معزز مہمان مکرم پروفیسر حافظ مظفر احمد صاحب کی تھی۔ آپ نے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی قربانیوں کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اور صحابہ کرام کی قربانیوں کے نہایت دلگداز اور ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

تیسرا دن۔ چوتھا اور آخری اجلاس

جلسہ سالانہ کینیڈا کا آخری اجلاس جماعت احمدیہ کے تعارف اور تبلیغی نقطہ نظر سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ غیر از جماعت دوستوں سے جو رابطے سارا سال قائم کئے جاتے ہیں کوشش کر کے ان سب کو اس اجلاس میں شرکت کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے معزز مہمانوں کی ہوتی ہے جو حکومت کینیڈا کے سیاسی اور غیر سیاسی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہیں جن میں وفاقی و صوبائی وزراء، مرکزی و صوبائی پارلیمنٹ کے اراکین، شہروں کے میئرز، کونسلرز اور سفارتی نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کچھ ایسا ہی سماں تھا۔ انٹرنیشنل سینٹر کے دونوں وسیع و عریض اور کشادہ ہال یعنی مردانہ اور مستورات کے جلسہ گاہ میں کوئی جگہ خالی نظر نہیں آتی تھی۔ تمام ہال کچھا کھچ بھرے ہوئے تھے، تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔

تلاوت، نظم اور ترجمہ کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے آنحضرت ﷺ کا غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ آپ نے تاریخ اسلام سے نہایت ایمان افروز اور دلگداز واقعات پیش کئے۔

تقسیم اسناد و انعامات

اس تقریر کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب شروع ہوئی۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا مختصر تعارف پیش کیا اور بتایا کہ گو بہت سی مجالس نے بہت محنت سے کام کیا ہے۔ تاہم امسال علَمِ انعامی حاصل کرنے کا جو اعلیٰ معیار ہے اس پر کوئی مجلس پوری نہیں اتری اس لئے امسال علم انعامی نہیں دیا جائے گا اور تاہم صرف اسناد دی جائیں گی۔ چنانچہ حسن کارکردگی کی بنا پر مجلس خدام الاحمدیہ وینکوور اول، مجلس خدام الاحمدیہ پیس ولیج دوئم اور مجلس خدام الاحمدیہ سکاربرو سوئم قرار پائی۔ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج کینیڈا نے اول، دوم اور سوم آنے والی مجالس کے قائدین کو اسناد خصوصی اور انعامات عطا فرمائے۔

معزز مہمانوں کے خطابات

اس تقریب کے بعد مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب، امیر ومشنری انچارج کینیڈا نے بتایا کہ اس وقت جلسہ سالانہ کا پروگرام ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا میں دیکھا اور سنا جارہا ہے۔ پھر آپ نے متعدد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا جن کا تعلق مختلف سیاسی جماعتوں اور مختلف اعلیٰ عہدوں سے تھا پھر آپ ایک ایک مہمان کا تعارف کرواتے اور معزز مہمان باری باری اپنے جذبات کا اظہار کرتے جاتے تھے۔ اس خصوصی اجلاس میں درج ذیل معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

(1) Hon. Carl DeFaria, Ontario Minister of Citizenship andMinister Responsible for Seniors نے خطاب فرمایا۔

صوبہ برٹش کولمبیا کے وزیر صحت عزت مآب گلزار چیمہ، میئر آف سٹی آف مسس ساگا Her Worship Hazel McCallion، میئر آف سٹی آف وان His Worship Michael Di Biase، چندی گڑھ (بھارت) کی میئر، اونٹاریو کی لبرل پارٹی کے لیڈر Dalton Mcguinty، ممبر فیڈرل پارلیمنٹ Tony Ianno، ممبر آف پارلیمنٹ Jim Karygiannis، مہمان خصوصی عزت مآب Paul Marton۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مذکورہ بالا تمام مہمانوں نے جماعت احمدیہ کے نظم و ضبط اور رضا کارانہ و سماجی خدمات کو سراہا۔ جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کی تعریف کی۔ نیز جماعت کی امن پسند پالیسی کو خراج تحسین پیش کیا۔ یاد رہے کہ سٹیج پر بہت سے صوبائی اور قومی اسمبلی کے ایسے ممبران بھی تھے جنہیں وقت کی کمی کی وجہ سے حاضرین سے خطاب کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ تاہم مکرم امیر صاحب نے ان کا تعارف کروا کر ان کی شمولیت کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادوں کی چند جھلکیاں

معزز مہمانوں کے خطاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کینیڈا کے حوالہ سے یادوں کی چند جھلکیوں کی ویڈیو دکھائی گئی۔

آخر پر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج کینیڈا نے اپنے اختتامی خطاب میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے تمام مہمانوں اور رضا کاروں کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے آخر میں اجتماعی دعا کروائی اور جماعت احمدیہ کینیڈا کا سہ روزہ ستائیسواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بقیہ: رمضان المبارک از صفحہ نمبر ۴

لذت محسوس ہو تو وہ نیک اور پاک نہیں کہلائے گا جب تک اس کے دل میں بھی یہ بات نہ ہو کہ اسے گناہوں میں ملوث نہیں ہونا چاہئے“۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۳)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

”۱۸۹۹ء کا ذکر ہے عاجز ان دنوں لاہور میں ملازم تھا۔ کسی رخصت کی تقریب پر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا: قرآن شریف میں آیا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾ اس نے نجات پائی جس نے اپنا تزکیۂ نفس کیا۔ تزکیۂ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور کرنے چاہئیں۔ جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املاء درست نہیں ہوتا۔ ایسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے“۔

(ذکر حبیبؑ صفحہ ۲۳۷)

رمضان المبارک خصوصی دعاؤں کا مہینہ ہے اور اس کے ساتھ اپنے ذاتی محاسبہ کا مہینہ بھی اور اپنے نفس کی درستی اور پاکیزگی کے لئے جہاد کا مہینہ ہے۔ اپنی دعاؤں کے ساتھ ان دعاؤں کو بھی ضرور شامل کر لینا چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خاص طور پر سکھلائی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”تزکیۂ نفس کے لئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو خاص دعائیں سکھلاتا ہے کیونکہ دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھتا ہے اور دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اس کی قدرتوں پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ دعا جو اللہ تعالیٰ خود سکھلائے اس کی قبولیت میں تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارے مومن بندے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ (البقرہ: ۲۸۷) اے ہمارے رب! اگر ہم کبھی بھول جائیں یا کوئی خطا ہم سے سرزد ہو جائے تو ہمیں سزا نہ دینا بلکہ ہم سے رحم اور عفو کا سلوک کرنا۔ بھول جانے کے یہ معنی ہیں کہ کوئی کام کرنا ضروری ہو مگر نہ کیا جائے اور خطا کے معنے ہیں کہ کام تو کیا جائے مگر غلط کیا جائے۔

پھر فرماتا ہے ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ (البقرہ: ۲۸۷) یعنی مومن یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم پر اُس طرح ذمہ داری نہ ڈالیو جس طرح تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں ڈالی تھی۔ اِصْرًا کے ایک معنے چونکہ گناہ کے بھی ہیں اس لئے دعا کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اے خدا تو ہم پر اس طرح گناہ نہ ڈال جس طرح تُو نے پہلی قوموں پر ڈالا۔ یعنی ہمیں ان اعمال سے اپنے فضل سے محفوظ رکھ جس کے نتیجہ میں ہماری طرف گناہ منسوب ہوں۔ پھر فرمایا ﴿وَاعْفُ عَنَّا﴾ (البقرہ: ۲۸۷) اے خدا ہم سے عفو کر ﴿وَاغْفِرْ لَنَا﴾ اور جو کام ہم غلط کر چکے ہیں اس کے خمیازے سے ہمیں بچانا ﴿وَارْحَمْنَا﴾ پھر ہم سے جو اور غلطیاں ہوئی ہیں ان غلطیوں کے متعلق بھی ہم پر رحم فرما۔ ﴿اَنْتَ مَوْلٰنَا﴾ تو ہمارا آقا اور ہمارا مالک ہے......تو آقا ہونے کے لحاظ سے ہم پر رحم کر دے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

خوش قسمت ہیں جو رمضان کا مہینہ پاتے ہیں اور قابل رشک ہیں وہ جو اس کی برکتوں سے جھولیاں بھرتے چلے جاتے ہیں اور پھر رمضان کے انعامات کے وارث بنتے ہیں۔ اور ان انعامات میں سے سب سے بڑا انعام تزکیۂ نفس ہے۔ جس نے یہ پالیا اس نے سب کچھ پالیا۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کی برکت سے ہمارے دلوں کے سب اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور کر دے، اور ہمیں اُس نور کی طرف لے جائے جس کی طرف جانا ہی تزکیۂ نفس ہے۔ آمین

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا
اُسلوبِ جہاد

(لئیق احمد طاہر ۔ مبلغ سلسلہ برطانیہ)

دوسری اور آخری قسط

خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ اس جگہ اس اعتراض کا جواب دیا جائے جو جہاد کی حرمت سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر کیا جاتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مخالفین احمدیت حضورؑ کی کتب میں ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے جس میں یہ ذکر ہو کہ جہاد سے متعلق نعوذباللہ آیات قرآنیہ منسوخ قرار دی جاتی ہیں ۔ ہمارا چیلنج ہے کہ دشمنان احمدیت ایک بھی حوالہ پیش نہیں کر سکتے جس میں یہ ذکر ہو کہ حضورؑ نے قیامت تک جہاد منسوخ قرار دے دیا ہے۔

آپ کا یہ عقیدہ تھا اور جماعت احمدیہ آج بھی اس پر قائم ہے کہ ایک پر امن حکومت کے سائے تلے رہتے ہوئے جو آپ کو مکمل مذہبی آزادی دیتی ہو مذہب کے نام کی آڑ میں اسلام کی تبلیغ اور نفاذ کیلئے اس کے خلاف تلوار اٹھا کر جہاد یا قتال کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔ (دیکھیں براہین احمدیہ حصہ سوئم ٹائٹل پیج ا،ب مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فتنہ و فساد پیدا کرنے کیلئے اسلام کے پاک نام اور جہاد کے مقدّس فرض کو Exploit کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس شعر میں **دین** اور **اب** کے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کا اسلوب جہاد بیان کیا گیا ہے فرمایا کہ ہمارے دین کی اشاعت کیلئے جنگوں کی اجازت نہیں ہے ۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ دین کی اشاعت کیلئے حضور ﷺ نے کبھی بھی تلوار نہیں اٹھائی ۔ اسلام کی ساری جنگیں دفاعی تھیں ۔ ہاں جب دشمن نے تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانا چاہا تو خدا تعالیٰ نے لمبے عرصہ کے بعد تلوار کا جواب تلوار سے دینے کی اجازت دی ۔ فرمایا ۔

دیں کے لئے حرام ہے ’’اب‘‘ جنگ اور قتال

یعنی اب وہ حالات نہیں ہیں جو نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں تھے ۔ اس لئے اب قلم کے جواب میں، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے جواب میں نیز ڈپلومیسی کے جواب میں بندوق چلانے کی اجازت نہیں ۔ قلم کے جواب میں قلم سے جواب دیا جائے ۔ ہاں حالات جب تبدیل ہو جائیں اور اسلام کے مٹانے کے لئے نبی پاک ﷺ کے زمانے جیسے حالات ایک بار پھر لوٹ آئیں تو جہاد کی ابدی آیات قرآنیہ ہمیں ایک بار پھر دفاعی جنگوں کے لئے دعوت مبارزت دیں گی ۔

اب حضورؑ کی اس نظم کے چند اشعار سنئے جس میں آپؑ وضاحت سے فرما رہے ہیں کہ آج دین کی اشاعت کے لئے کیوں جنگوں کی ممانعت ہے ۔ حضورؑ فرماتے ہیں ۔

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبیؐ کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم **یضع الحرب** کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں ، دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّد کونین مصطفےٰؐ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التواء
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کردے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہے خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزمِ مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودّت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفّاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
اُس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے
ایسا گماں کہ مہدی ٔخونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اس تفصیل کا لب لباب یہ ہے کہ دینی اغراض کے لئے تبلیغ کے لئے ، اشاعت اسلام کے لئے دین کے نام پر نہ کبھی سرور دو عالم ﷺ نے تلوار اٹھائی نہ اب اس کی اجازت ہے ۔

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

ہاں اسلام کی عزت و حرمت کے لئے ، اپنے وطن عزیز کی حفاظت کے لئے ، اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لئے اور دفاعی جنگوں سے اسلام منع نہیں کرتا لیکن اسکے لئے شرط ہے کہ دشمن پہل کرے ۔ ﴿هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ (توبہ : ۱۳) اسکے لئے لازم ہے کہ آپ مظلوم ہوں ظالم نہ ہوں ۔ ﴿بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوا﴾ ۔ (سورۃ الحج: ۴۰)۔

اگر یہ شرائط پوری ہوں اور ایک واجب الاطاعت امام کے سایہ تلے آپ کو دفاعی جنگ لڑنا پڑے تو ربّ کائنات کا یہ وعدہ ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾ (سورۃ الحج: ۴۰) ہاں جنگ کا آخری نتیجہ ثابت کرے گا کہ یہ جنگ آپ نے قرآن اور سنّت کی غلامی میں کی ہے یا محض نفس کے تکبر اور انانیت اور دیگر دنیوی مفادات کی خاطر ۔

جماعت احمدیہ نے مادر وطن کی حفاظت کے لئے ہمیشہ صف اوّل کی قربانیاں پیش کیں ۔ لیکن وائے افسوس جو لوگ ہمیں مطعون کرتے ہیں کہ ہم جہاد کو حرام قرار دیتے ہیں وہ یہ برداشت نہ کر سکے کہ احمدی مادر وطن کی حفاظت میں داد شجاعت دیں ۔ اجمال اس تفصیل کی یہ ہے کہ جب کشمیر کی حفاظت کے لئے تقسیم ہند کے بعد جماعت احمدیہ نے رضا کارانہ طور پر فرقان فورس کے نام سے عظیم الشّان قربانیاں پیش کیں ۔ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر ہزاروں احمدی نوجوان اپنے کاروبار چھوڑ کر محاذ جنگ پر گئے اور ان کی شہادتوں اور قربانیوں کا اعتراف افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف اور دیگر ذمہ دار حکام نے کیا اور جماعت احمدیہ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ۔ یہ رضا کار وہ تھے جن کے لئے تمام اخراجات جماعت احمدیہ نے برداشت کئے ۔ کسی کی تنخواہ حکومت سے وصول نہیں کی ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے کئی لختِ جگر محاذ جنگ پر بھجوائے ۔ انہی دنوں میں ۱۴/ جولائی ۱۹۴۸ء کو ان مخصوص حالات میں دفاع کشمیر کے ذیل میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک منظوم کلام میں ارشاد فرمایا ۔

ہو چکا ہے ختم اب چکر تری تقدیر کا
سونے والے اٹھ کہ وقت آیا ہے اب تدبیر کا
کاغذی جامے کو پھینک اور آہنی زرہیں پہن
وقت اب جاتا رہا ہے شوخیٔ تحریر کا
مدتوں کھیلا گیا ہے لعل و گوہر سے عدو
اب دکھا دے تو ذرا جوہر اُسے شمشیر کا

یہ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ دفاع وطن کے لئے جس جماعت نے ایسی بے لوث قربانیاں پیش کیں اُس پر جہاد کی حرمت کا الزام لگانے والے اپنے نعمت کدوں میں بیٹھے پیچ و تاب کھانے لگے ۔ ایک احراری نمائندہ نے اپنے غصہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا اور نہایت گھناؤنا اور شرمناک الزام لگایا کہ:

’’جب مرزائیوں کے نام نہاد نبی نے ہمیشہ کے لئے جہاد کو حرام قرار دے دیا ہے تو کیا کشمیر میں محض مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور انہیں دھوکا دینے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے ۔ (’’آزاد‘‘ کانفرنس نمبر ۲۶ دسمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۰ کالم ۴)

حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ پکار پکار کر فرما رہے تھے کہ ’’اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت میں رنگ پکڑ گیا ہے ۔ اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمہ اسلام میں کوشش کریں ۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں ۔ دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں‘‘ پھر فرماتے ہیں ۔ ’’یہی جہاد ہے ۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے ۔ (مکتوب بنام حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مندرجہ رسالہ درود شریف صفحہ ۲۲ مؤلفہ حضرت مولانا محمد اسماعیل ہلال پوریؓ)

جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے ، کے الفاظ سے یہ بات کلی طور پر عیاں ہے کہ مخصوص حالات میں جہاد کی ممانعت ہے ۔ جب بھی یہ حالات تبدیل ہوں گے امام وقت کے اذن سے جہاد کی حلت کا اعلان ہو جائیگا ۔

مسئلہ جہاد پہ جماعت احمدیہ کے ساتھ کامل اتحاد اور اتفاق کرنے والے علماء اور محققین کی ایک لمبی فہرست ہے ۔ ان میں سے نمونہ کے طور پر چند نام درج ذیل کئے جاتے ہیں ۔

۱ ۔ حضرت امام فخر الدین رازی (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۹۰ مصری) ۔ ۲ ۔ جناب عبد الحق حقانی (تفسیر حقانی جلد ۴ صفحہ ۱۱۲) ۔ ۳ ۔ علاّمہ سر محمد اقبال (پیغام صلح ۴ جنوری ۱۹۲۸ء) ۔ ۴ ۔ حضرت سیّد احمد بریلوی مجدد الف ثالث (مسلمانوں کا روشن مستقبل) ۔ ۵ ۔ حضرت محمد اسماعیل شہید (حیات طیّبہ) ۔ ۶ ۔ نواب صدیق حسن خان (ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۱،۱۵،۱۷) ۔ ۷ ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی (ترجمان وہابیہ صفحہ ۶۵) ۔ ۸ ۔ مکہ اور مدینہ کے علماء ۔ مثلاً شیخ جمال الدین ابن عبد اللہ ، شیخ عمر حنیف ، شیخ احمد بن ذہنی شافعی ، شیخ حسین بن ابراہیم ۔ (عطاء اللہ شاہ بخاری مصنفہ شورش کاشمیری صفحہ ۱۳۱) ۔ ۹ ۔ شاہ ابن سعود کے فرزند شاہ فیصل (’’ام القراء‘‘ ۲۴ اپریل ۱۹۶۵ء) ۔ ۱۰ ۔ مشرقی ھند کے علماء (ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۱۹) ۔ ۱۱ ۔ مولانا ظفر علی خان (زمیندار ۱۴ جون ۱۹۳۶ء) ۔ ۱۲ ۔ مولانا مودودی (سود کے بارہ میں کتاب ۔ حصہ اوّل صفحہ ۷۷ ۔ ۷۸) ۔ ۱۳ ۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ (کشف المحجوب مترجم اردو شائع کردہ شیخ الٰہی بخش صفحہ ۲۲۱ طبع ۱۳۲۲ھ) ۔

جماعت احمدیہ پر الزام لگانے والے علماء کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک طرف ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم جہاد کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اگر مادر وطن کے لئے سر بکف ہو کر قربانیاں دیں تو فکر سے ان کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں ۔ کہتے ہیں ان کا کلمہ اور ہے اور جب ہم **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا کلمہ سینوں پر سجاتے ہیں تو ان کے خون کھول اٹھتے ہیں ۔ پاکستان میں ہزاروں مقدمات احمدیوں پر اس لئے کئے گئے کہ یہ تو کلمہ طیبہ کو سجا کر کلمہ کی توہین کرتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ احمدی حج نہیں کرتے ۔ اور حج پہ جانے کے لئے

حکومتوں پر زور دیکر پابندیاں بھی لگاتے ہیں۔

اسی قسم کی ایک دلچسپ مگر دردناک صورت حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پیدا ہوئی۔ اسکی تفصیل مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۴ میں بیان کی گئی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو دن رات مجالس میں خونی مہدی اور مسیح کی آمد کا پرچار کرتے نہیں تھکتے تھے اور پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو بار بار یہ سبق دیتے تھے کہ مہدی معہود ضرور آئے گا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائے گا لیکن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے در پردہ نہایت خیانت اور دروغگوئی سے گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنے کے منکر ہیں جو بنی فاطمہ سے آئے گا اور کافروں سے لڑے گا۔

۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انہوں نے ایک تحریر انگریزی زبان میں شائع کی اور زمین اور جاگیر کی طمع میں حکومت پر اپنا احسان جتلایا کہ وہ مہدی کے آنے کی تمام حدیثوں کو غلط سمجھتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی دوغلی اور منافقانہ حالت سے پردہ اٹھانےکیلئے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ کو اپنے مضامین کی فہرست کا انگریزی ترجمہ کرتے ہوئے یوں لکھا: The following is a list of articles in the Ishat-us-Sunnah wherein the illegality of rebellion against or opposition to the Govt.and the true nature of Jehad (crescentads) is plained.

ترجمہ۔ ذیل میں فہرست ان مضامین اشاعت السنۃ کی ہے جن میں گورنمنٹ کی مخالفت اور اس کے برخلاف بغاوت کا ناجائز ہونا اور جہاد کی اصل حقیقت کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد شیخ محمد حسین ایک ایک دو دو سطر میں نتیجہ اور لب لباب ان مضامین کا دیتا ہے جو اس نے مذکورہ بالا غرض کے لئے ۱۸۶۹ء سے لے کر ۱۸۹۶ء تک لکھے۔ ان ہی مضامین میں وہ مہدی کے متعلق مضامین کا ذکر کرتا ہے جن کا وہ لب لباب صفحہ ۵ میں اس طرح پر درج کرتا ہے۔

Criticism of traditions regarding the Mehdi and arguments incorrectness. showing their

ترجمہ۔ ان حدیثوں پر جرح کی گئی ہے جو مہدی کے متعلق ہیں اور دلائل دیئے گئے ہیں جن سے ان حدیثوں کا غلط اور نادرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔ Questioning the authenticity of traditions describing the signs of the Mehdi. ترجمہ۔ جن حدیثوں میں مہدی کی علامات دی گئی ہیں اُن کے غیر وضعی ہونے پر شبہ ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۰۲،۱۰۷ مطبوعہ لندن)

جونہی یہ ضمیمہ اشتہار شائع ہوا تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی شرم سے زمین میں گڑ گئے۔ اور ان کی منافقت الم نشرح ہوگئی کہ انگریزی حکومت سے جاگیر تھیانے کے لئے اپنے اور اپنے تمام ہمعصر علماء کے متفقہ عقیدہ کے برعکس صاف خونی مہدی کے ظہور سے انکار کردیا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۴)

گو میرے نزدیک یہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے عظیم الشان اسلوب جہاد کا اعجاز بھی تھا کہ اہل حدیث کا ایسا اکھڑ اور کج راہنما، خواہ حکومت سے حصول جاگیر کے لئے ہی سہی، خونی مہدی اور مسیح کے عقیدہ سے منحرف ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے زبردست علم کلام کے سامنے سر اطاعت خم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وَالْحَقُّ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ۔

حضرات! خاکسار ایک انتہائی اہم جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ یہ جائزہ خاکسار نے "سیرۃ خاتم النبیین ﷺ" مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ اور "سیرۃ النبی ﷺ" از جناب شبلی نعمانی کی مدد سے تیار کیا ہے۔

ہم سب کا ایمان ہے کہ جہاد سے متعلق عظیم الشان پرحکمت تعلیم شارع اسلام سیّدی مکی و مدنی سرکار دو عالم فخر موجودات ﷺ کے قلب مطہر پہ نازل ہوئی اور جہاد کا سب سے اعلیٰ اور اکمل اور ارفع عرفان ہمارے سیّد و مولیٰ کو نصیب ہوا اور آپ ہی نے اپنے پاک نمونہ سے شریعت حقہ کے اس حکم پہ عمل فرما کے امت کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک حسین قابل تقلید اسوۂ حسنہ کی بنیاد رکھی۔

ایک فہیم انسان یہ سن کر حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے کہ وہ جہاد جسکی طرف آج ساری امت کو علمائے اسلام بڑے شدّ و مد سے دعوت دے رہے ہیں یعنی جہاد بالسیف حضور نبی اکرم ﷺ اس جہاد میں بنفس نفیس اپنی ۶۳ سالہ زندگی میں سے صرف ۱۲۶ یوم شریک ہوئے۔ اور اس جہاد بالسیف کی غرض سے آپ نے ۲۹۰ ایام تک سفر کیا۔ گویا ۲۲ ہزار چھ صد اسّی (۲۲،۶۸۰) دنوں میں سے آپ کل ۱۲۶ دن جہاد بالسیف میں مصروف رہے۔ اگر ۶۳ سال کی جگہ دعویٰ کے بعد کی ۲۳ سالہ زندگی کے دن شمار کریں تو ان کی تعداد ۸۳۹۵ کے قریب بنتی ہے۔

اب اگر سرکار دو عالم ساری زندگی میں صرف ۱۲۶ دن عملاً جہاد بالسیف کریں اور جہادی علماء کی ایک ہی رٹ ہو کہ جہاد بالسیف کے لئے کفن سروں سے باندھ لو اور ساری عمر مار دھاڑ کرتے پھرو، غیر نہ ملیں تو اپنوں ہی کی مسجدوں اور امام باڑوں پہ قسمت آزمائی کرو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس اسلوب جہاد کو ہمارے سیّد و مولیٰ ﷺ کے جہاد سے کیا نسبت ہے!؟

اس تاریخی جائزہ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے جب جہاد بالسیف کو جہاد اصغر قرار دیا تو یہ کوئی فرضی یا جذباتی بات نہ تھی۔ آپ تو ہمیشہ وحی الٰہی کی روشنی میں کلام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ۶۳ سالہ زندگی میں آپ نے ۱۲۶ یوم جہاد بالسیف کیا اور ۲۹۰ یوم اس جہاد کی خاطر سفر اختیار کیا اور باقی ساری زندگی یعنی ۲۲۲۶۴ ایام میں آپ ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ کے جہاد میں مصروف رہے۔ کیا جہاد بالسیف کو جہاد اصغر قرار دینے کا اس سے بڑا کوئی ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اسلوب جہاد نے آپ کے ماننے والوں میں کیسی پاک تبدیلی پیدا کی اور گزشتہ ۱۰۰ سال میں جماعت احمدیہ نے کیسی شاندار تاریخ رقم کی یہ داستان بڑی دردناک اور بہت دلآویز ہے۔ جان دینا بہت مشکل کام ہے جبکہ اس کے مقابل پہ جان لینا بہت آسان ہے۔

۱۹۰۴ء میں سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے سفر سیالکوٹ میں حضورؑ کے ہم سفر حضرت مولانا برھان الدین صاحب جہلمی بھی تھے۔ بوڑھے، کمزور اور مخنی جسم، آپ باقی ساتھیوں سے بچھڑ کر پیچھے رہ گئے۔ مخالف علماء نے آپ کو نرغہ میں لے لیا۔ زمین پر گرا کر اپنی دانست میں یوں رسوا کرنا چاہا کہ آپ کے منہ میں گوبر ڈال دیا۔ حضرت مولوی صاحب نے نعرہ مستانہ مارا اور فرمایا "اوئے برھانیا۔ اے نعمتاں کیتھوں" نہ کسی کو گالی دی۔ نہ ملامت کی۔ نہ برا بھلا کہا۔

۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کابل میں شہید کئے گئے۔ آپ کے ۵۰ ہزار جاں نثار مرید موجود تھے۔ آپ نے کسی کو حکومت کے خلاف بغاوت کی تحریک نہ فرمائی۔ قادیان سے رخصت ہوئے تو فرمایا مجھے بار بار الہام ہوا ہے کہ سرزمین کابل کے لئے اپنے سر کی بازی لگا دوں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: "ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے۔ حتیٰ کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی ایک چیخ تک نہ ماری۔ (الحکم ۲ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ لندن)

۱۹۷۴ء میں جماعت پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے یہ سب ظلم و ستم بھٹو صاحب کی حکومت کے ایماء پر علماء کے ساتھ ملی بھگت کے نتیجہ میں ہوئے۔ پاکستان میں ۱۳۰۰ شہروں، قصبوں اور دیہات میں جانوں، مالوں اور عزتوں پر حملے کئے گئے۔ درجنوں احمدی شہید ہوئے اور اربوں کی جائیدادیں لوٹی گئیں۔

یکم جولائی ۱۹۷۴ء کو گوجرانوالہ میں احمدیہ مسجد اور مربی ہاؤس پہ حملہ ہوا۔ گوجرانوالہ میں ۹ احمدی شہید کئے گئے۔ ان کے کپڑے اتار کر اوپر کی منزلوں سے انہیں سڑکوں اور گلیوں میں گرایا گیا۔ ۸ گھنٹے تک ان کی نعشیں بغیر لباس کے پڑی رہیں۔ علماء اور ان کے گماشتے اس طرح گویا نفاذ اسلام کر رہے تھے۔ اس روز جب مربی ہاؤس پر دھاوا بولا گیا اور غریب مربی کے بستر، کپڑے، کرسیاں اور چارپائیاں شرکائے جلوس اٹھا اٹھا کر بھاگنے لگے، کسی کے ہاتھ پنکھا لگا تو کسی کے ہاتھ چولہا۔ اس موقع پر حضرت سیّد احمد علی شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ نے ۲ نوجوانوں سے جو سامان اٹھا اٹھا کر لیجا رہے تھے۔ پوچھا! پُتر! جو لے جانا ہے لے جاؤ، لیکن بتاؤ تو سہی کہ یہ سلوک ہم سے کیوں کر رہے ہو آخر ہمیں یہ کس گناہ کی سزا دی جا رہی ہے۔

ایک نوجوان: ماں جی آپ کا کلمہ جو اور ہے!

مربی صاحب کی بیگم: پُتر ہمارا کلمہ تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ بتاؤ تمہارا کلمہ کیا ہے؟

نوجوان اپنے ساتھی سے: یار مجھے تو کلمہ نہیں آتا، بتاؤ ہمارا کلمہ کیا ہے؟

ساتھی (شرمندہ ہو کر): یار کلمہ تو مجھے بھی نہیں آتا۔

انہی دنوں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا: ان لوگوں کے ظلم کے جواب میں کوئی ظلم نہ کرو۔ تم دیکھو گے کہ ان کی نسلیں آغوش احمدیت میں سکون تلاش کریں گی۔

پھر پاکستان میں ہماری مظلومیت اور ہمارے ردّعمل کو دیکھ کر لاکھوں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ ہمارا لاکھوں کا بجٹ کروڑوں اور اربوں میں تبدیل ہوا اور احمدیت عجیب شان کے ساتھ سرو قد ہو کر منصۂ شہود پہ جلوہ گر ہوئی۔ انہی دنوں ایک علاقہ میں مولویوں نے حکومت کی شہ پر لوٹ مار شروع کی تو حکومت کی ایک بڑی پوسٹ پہ فائز ایک احمدی نے چیف منسٹر رامے صاحب کو متنبہ کیا کہ اگر احمدیوں نے بھی اس ظلم سے تنگ آ کر آگوں کے مقابلہ میں آگیں لگانا شروع کیں، معصوم احمدیوں کی شہادتوں کے بدلے لینے شروع کئے تو حکومت کے لئے حالات کو سنبھالنا مشکل ہو جائیگا۔ جونہی یہ بات امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو پہنچی آپ نے فرمایا "ہمارا کوئی ردّعمل قرآن وسنّت کے خلاف نہیں ہوگا۔ ہم کسی معصوم اور بے قصور سے اپنا انتقام نہیں لیں گے"۔ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا "ہمارا انتقام Sweet Revenge ہوگا یعنی ہم ظلم کا جواب عفو درگذر اور محبت سے دیں گے۔

۱۹۷۴ء میں جب حکومت نے سیاسی اغراض کے لئے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا تو بڑی بے تابی سے اس جستجو میں محو ہوگئی کہ دیکھیں اب اس جماعت کا ردّعمل کیا ہوتا ہے۔ اُدھر امام وقت مسلسل جماعت کو دعاؤں اور عفو و درگذر کی تلقین فرما رہے تھے۔ حکومت اس پر سخت پریشان تھی۔ اُس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک سبق آموز کہانی سنائی۔ فرمایا کسی نے ایک اندھے کو کھانے پر مدعو کیا اور دونوں کھانے کی میز پر کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندھے کو خیال آیا کہ کہیں میرا محسن میزبان مجھ سے زیادہ نہ کھا رہا ہو۔ لہٰذا اندھے نے تیزی سے کھانا شروع کر دیا اس پر میزبان نے اپنے ہاتھ کھینچ لئے۔ پھر اندھے کو وہم ہوا کہ مجھے تو نظر نہیں آتا ممکن ہے میرا ساتھی اس سے بھی زیادہ تیزی سے کھا رہا ہو۔ چنانچہ اندھے نے اور جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا۔ میزبان اُسکی یہ حالت دیکھ کر مسکراتا رہا۔ پھر اندھے کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے اس کا ساتھی دونوں ہاتھوں سے کھا رہا ہو۔ چنانچہ اندھے نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا"۔

فرمایا "جس طرح اس اندھے کو شرم نہیں آتی تھی اس طرح ہمارے مخالفوں کی شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے۔ خود ہی یکطرفہ ہم پر الزام عائد کیا۔ خود ہی منصف بن بیٹھے اور خود ہی فیصلہ بھی دے دیا اور اب اس ٹوہ میں ہیں کہ ہم کیا ردّعمل ظاہر کرتے ہیں۔ فرمایا۔ ہمارا ردّعمل قرآن وسنّت میں تلاش کرو ﴿اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (۳:۱۴۰)

حضرات! چنانچہ جب ہمارے خدا کو غیرت آئی تو یہ کشکول لیکر دنیا بھر میں زندگی کی بھیک مانگتے رہے لیکن کوئی ان کے کام نہ آیا۔ ہاں جسے سولی پہ کھینچ کے مارا گیا وہ بھی شہید بن بیٹھا اور بعد میں مارنے والا بھی جب اس کی خاک اڑادی گئی۔ وہ بھی شہید!!! من ترا ملا بگویم تو مرا حاجی بگو۔ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ۔

ضلع سرگودھا کے ایک علاقہ سے اطلاع آئی کہ احمدیوں کے گھروں کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے بچوں کو دودھ نہیں مل رہا، گھروں میں سقّے پانی نہیں لے جاسکتے، خاکروبوں پر اتنا دباؤ ہے کہ وہ احمدیوں کے گھروں میں صفائی کے لئے نہیں آسکتے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ پھر پیغام آیا کہ حالات بہت مخدوش ہیں ہمیں دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ اگر تم مرتد نہ ہوئے تو ہم تمہاری عورتوں کو بے آبرو کریں گے۔ (کوئی علماء سے پوچھے

یہ نفاذ اسلام کا انوکھا اسلوب انہوں نے کس سے سیکھا؟)

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بڑے جلال سے فرمایا "کیا تمہاری عورتوں کی عزتیں حضور نبی اکرم ﷺ کی صحابیات سے بڑھ کر ہیں۔ان میں سے بعض کی نافوں میں ظالم دشمن نے نیزے مار کر انہیں شہید کر دیا تھا لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔لہٰذا صبر کرو اور دعائیں کرو۔خدا آسمان سے تمہاری مدد کے لئے فرشتوں کو نازل فرمائے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

احمدیت کے شدید معاند جناب مولانا ظفر علی خان صاحب کے آخری ایّام میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے ان کے ساتھ کیسے سلوک فرمایا۔اس بارہ میں جناب احتجاج علی زبیری پروٹوکول آفیسر رقم طراز ہیں۔

"۱۹۵۶ء میں میں مری میں متعیّن تھا اس سال پہلی بار امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد زیورچ سے علاج کے بعد......مری تشریف لائے تھے انہیں ایک کوٹھی......خیبر لاج نامی الاٹ کی گئی تھی جس کا قبضہ مجھے دینا تھا میں نے اس کوٹھی کا ان کے نمائندے کو اس وقت تک قبضہ نہ دیا جب تک ان سے پورا کرایہ وصول نہ کر لیا کہ محکمے کے ان دنوں ایسے ہی احکام تھے بعد میں مجھے معلوم ہوا جب یہ بات مرزا صاحب تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا۔

"میں خوش ہوں کہ انہوں نے اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دئے جب کہ حکومت کا قاعدہ یہ ہے کہ کرایہ پیشگی ادا کیا جائے تو آپ نے ادائیگی سے پہلے کوٹھی کا قبضہ لینے کا مطالبہ ہی کیوں کیا؟ 'اس کے چند دن بعد ایک روز میرا انسپکٹر گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا ......باہر مولانا کی موٹر آئی ہے۔مولانا بیمار بلکہ نیم بے ہوش ہیں اور ان کی بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ الاٹ شدہ کوٹھی کا قبضہ ان کو دے دیا جائے۔کرایہ کا چیک بعد میں دیا جائے گا۔"

چونکہ ان دنوں حکومت نے سختی سے تاکید کی تھی کہ تمام کرایہ کی پیشگی وصول کئے بغیر کسی کو کوٹھی کا قبضہ نہ دیا جائے خواہ الاٹی کوئی "وی۔آئی۔پی" ہی کیوں نہ ہو اس لئے میں نے پوچھا "بھئی کون مولانا ہیں؟ ہم کرایہ وصول کئے بغیر قبضہ کیونکر دے سکتے ہیں۔"اس کے ساتھ ہی دفتر سے باہر نکل آیا کہ خود معلوم کر سکوں کہ۔کون صاحب ہیں؟ موٹر کے نزدیک گیا تو بیگم صاحبہ نے پھر وہی الفاظ دہرائے کہ۔" مولانا کی طبیعت زیادہ خراب ہے آپ کوٹھی کا قبضہ دے دیجئے۔بعد میں کرایہ ادا کر دیا جائے گا۔"

مجھے جونہی یہ معلوم ہوا کہ یہ مولانا ظفر علی خان ہیں تو فوراً انسپکٹر کو حکم دیا کہ ابھی جا کر قبضہ دے دو اور ساتھ ہی میں دفتر آ کر ایک دوست کو فون کیا کہ مجھے چھ سو روپے کی فوری ضرورت ہے اتنا ہی کرایہ تھا کوٹھی کا۔۔۔کچھ دیر بعد رقم آ گئی اور میں نے اسے مولانا کے حساب میں جمع کرا دیا اور خود کوٹھی پر پہنچا اور خاتون محترم سے عرض کیا کہ......میں ان کوٹھیوں کا افسر انچارج ہوں اور میرا فرض ہے کہ ایسے وقت میں آپ کی خدمت کروں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف ارشاد فرمائیں۔"

محترمہ نے کچھ کرسیوں، ایک سونے کا پلنگ، کموڈ اور دریوں کا مطالبہ فرمایا جو فوراً پورا کر دیا گیا۔اس کے بعد ایک بار پھر میں نے عرض کیا کہ جس وقت بھی کسی چیز کی ضرورت پڑے بلا تکلف مجھے حکم بھجوا دیا جائے اور میں چوکیدار کو خاص طور پر ہدایت کر کے واپس اپنے دفتر آ گیا کہ وہ مولانا اور ان کی فیملی کا خاص خیال رکھے۔

عبرت کی جا ہے : جس کوٹھی میں میری رہائش تھی وہ کاٹیج پہاڑی کے اوپر واقع تھا اور سامنے مولانا کی کوٹھی درمیان میں سڑک تھی ہر روز صبح دفتر جاتے ہوئے مولانا کی مزاج پرسی کرتا گھر سے کسی ضرورت کے بارے میں دریافت کرتا دفتر سے واپسی پر بھی میرا یہی معمول تھا میں نے نہیں،سینکڑوں (بلکہ ہزاروں بھی کہوں تو جھوٹ نہ ہوگا) افراد نے دیکھا کہ مولانا کو ان کا ایک نوکر (جو غالباً پٹھان تھا) ہر روز صبح کوٹھی کے لان میں کرسی پر بٹھا دیا کرتا تھا اور کرسی کے ساتھ لگی پیٹی مولانا کی کمر سے باندھ دیتا تھا تا کہ مولانا بے ہوشی یا نیم بے ہوشی میں کرسی سے گر نہ پڑیں۔غروب آفتاب تک اسی لان میں کرسی پر تن تنہا پڑے رہا کرتے اور کبھی کسی نے ان کے پاس گھر کا آدمی تو کیا خدمت گار بھی نہ دیکھا۔مولانا کی اس وقت کی حالت یہ تھی (جس کا ہزاروں افراد نے مشاہدہ کیا) کہ نہ وہ بول سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے اور نہ اٹھ بیٹھ سکتے تھے مجبور اور معذور تھے۔منہ سے ہر وقت رال ٹپکتی رہتی تھی اسی طرح ان کا پیشاب پاخانہ نکل جاتا اور انہیں سنبھالنے والا وہاں کوئی نہ ہوتا میرے پڑوس کی کوٹھی میں ایک کرنل صاحب رہا کرتے تھے جن کو میں اپنے کاٹیج سے مولانا کی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتا تھا" ......دیکھو۔یہ وہ شخص ہے جو جب جلسوں میں بولتا تھا۔تو کوئی اس کا ثانی نہ ہوتا تھا اس کا قلم تلوار اور زبان للکار تھی اس کی شہرت ہندوستان و پاکستان میں ایک مثالی تھی مگر آج اسی شخص کس یہ حال ہے کہ کوئی پوچھنے والا اور دیکھنے والا بھی نہیں۔"

میرے یہ کہتے ہی کرنل صاحب کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔" یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔"

ڈاکٹروں کا جواب:

ایک روز جب میری ڈیوٹی بطور پروٹوکول افسر تھی اور مجھے ایک اعلیٰ افسر سے ملنے کے لئے سرکٹ ہاؤس جانا تھا......میں اپنے معمول کے مطابق مولانا کی کوٹھی پر گیا......کہ وہاں جانا اور ان کے پاس ہی گند اور بدبو کی پرواہ کئے بغیر بیٹھ جانا اور ان کے پاؤں دباتے ہوئے دل ہی دل میں افسوس کرنا کہ ایک عظیم راہنما کے آخری ایّام کس کسمپرسی سے گذر رہے ہیں میرے روز کے پروگرام کا ایک حصہ بن چکا تھا......تو دیکھا کہ مولانا کمرے میں بستر پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں تمام بستر بدبو سے اٹا پڑا ہے میں نے کوٹھی کے دوسری طرف جا کر زور زور سے آوازیں دیں تو بہت دیر کے بعد نسوانی آواز آئی ......میں نے کہا "......مولانا کی حالت بہت خراب معلوم ہوتی ہے اور انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔"اندر سے آواز آئی ......"کسی ڈاکٹر کو لا کر دکھا دیں۔"

یہ سن کر مارے حیرت کے میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔مولانا کی کوٹھی کشمیر پوائنٹ جی پی او کے قریب تھی اور میں سرکٹ ہاؤس (پنڈی پوائنٹ) کی طرف جا رہا تھا میں نے جاتے ہوئے تین ڈاکٹروں سے جو میرے دوست تھے درخواست کی کہ وہ جلد جا کر مولانا ظفر علی خان کو دیکھیں واپسی پر میں نے باری باری تینوں سے دریافت کیا......کیوں بھئی مولانا کو دیکھ آئے ہو......تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔" زبیری صاحب! ڈاکٹر لوگ گندگی وغیرہ سے تو نہیں گھبراتے۔یہ ہمارا رات دن کا کام ہے مگر وہاں تو کوئی ہے ہی نہیں جس سے کچھ پوچھیں یا جو کچھ بتائے بس آوازیں دے دے کر واپس آ گئے ہیں۔" یہ سن کر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ جس کا اظہار لفظوں میں کرنا میرے بس میں نہیں اس وقت رات کے ساڑھے دس بج چکے تھے۔میرے دل میں نجانے کیا آئی میں وہاں سے سیدھا خیبر لاج پہنچا اور کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب تک شرف باریابی حاصل کیا۔مرزا صاحب اس وقت قرآن کریم کی تفسیر لکھوانے میں مصروف تھے۔مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔زبیری صاحب آپ کیسے آئے اس وقت؟" میں نے عرض کی۔حضور! تخلئے میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں۔آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے کندھے پر دست شفقت رکھتے ہوئے مجھے ڈرائنگ روم میں لے گئے میں نے بہت جھجکتے۔۔مختصر فقروں میں عرض کیا۔"......حضور حضرت مولانا ظفر علی خان بہت بیمار ہیں۔انہیں کوئی دیکھنے والا اور ان کی تیمار داری کرنے والا کوئی نہیں۔تین ڈاکٹروں کو بھجوایا تھا لیکن اہل خانہ کے عدم تعاون کی وجہ سے کوئی مدد نہیں کر سکے......یہ کہتے ہوئے میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔"

مرزا صاحب نے فوراً اپنے بیٹے ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو آواز دی وہ آ گئے تو پوچھا کہ ہمارے ساتھ اس وقت کتنے ڈاکٹر ہیں؟ اب یہ یاد نہیں رہا کہ انہوں نے کتنی تعداد بتائی۔۔۔دراصل جب زیورچ سے مری تشریف لائے تھے تو ڈاکٹروں کی ایک کھیپ نے اپنا وقت آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا پھر آپ نے چند ڈاکٹروں کا نام لے کر حکم فرمایا کہ۔" یہ ڈاکٹر آج سے مولانا ظفر علی خان کا علاج کریں گے۔۔۔جاؤ ان سے کہہ دو کہ فوراً مولانا کو جا کر دیکھیں۔۔جس دوائی کی ضرورت ہو وہ بازار سے خریدیں۔جو دوائی مری سے نہ ملے اسے میری موٹر لے کر پنڈی سے لائیں علاج کا سارا خرچہ میں ادا کروں گا۔"

میرے منہ سے یہ ارشاد سنتے ہی نکلا۔اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔الحمد للہ جب تک مولانا بیمار ہیں یہ سب ان کی تیمارداری کریں گے۔ان کے آرام کا خیال رکھیں گے۔سبحان اللہ" اب تم میری فکر نہ کرو بلکہ مولانا کا دھیان رکھو"......بے شک یہ ظرف خدائے دو جہان صرف اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔اپنے مرشد و آقا کی خدمت کے لئے آئے ہوئے ڈاکٹر یہ حکم سنتے ہی فوراً مولانا کی خدمت میں پہنچ گئے کچھ دوائیاں دیں پھر کچھ انجیکشن لگائے اور اس وقت تک وہاں سے نہ ہلے جب تک آپ کی طبیعت نہ سنبھل گئی جب دوسری صبح ڈاکٹروں کی یہ ٹیم بعض احمدی حضرات کے ساتھ مولانا کی کوٹھی کی طرف چلی تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔مولانا حسب سابق تن تنہا ایک کرسی پر جس کے چاروں طرف ایک پٹّی بندھی ہوئی تھی سر لٹکائے بیٹھے تھے منہ سے رالیں گر رہی تھیں پاجامہ پاخانے سے بھرا ہوا تھا اور اس قدر بدبودار اور تعفن تھا کہ کھڑا ہونا دشوار تھا اور مولانا کے چاروں طرف مکھیوں کی بھنکار اور بھنبھناہٹ تھی۔

مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب نے جھک کر مولانا کو بتایا حضرت صاحب نے یہ ڈاکٹر صاحبان ااپ کی خدمت میں بھیجے ہیں اور آپ کے علاج پر مامور فرمائے ہیں۔مولانا نے یہ سن کر ایک بار سر اٹھایا اور جیسے کہا ہو کہ" ہیں!"مولانا ابوالمنیر صاحب نے انہیں پھر قدرے بلند آواز میں بتایا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان آپ کی خدمت کے لئے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بھیجے ہیں اور انہیں آپ کے علاج خدمت اور تیمارداری پر......مامور فرمایا ہے۔

یہ سنتے ہی مولانا نے ایک بار پھر سر اٹھایا......اور اس کے ساتھ ہی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔مجھے اس وقت یوں محسوس ہوا جیسے ان کا ہر آنسو کہہ رہا ہو۔کہ آج کہاں گئے میرے مداح اور نعرے لگانے والے۔کہاں غائب ہو گئے ہیں زمیندار اخبار کی کمائی کھانے والے......یہ منظر دیکھ کر میری زبان پر بھی وہی مصرعہ جاری ہو گیا جو میرے پڑوسی کرنل صاحب مولانا کی اس کسمپرسی میں دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

پھر یہ ڈاکٹر صاحبان اس وقت تک مولانا کی خدمت پر مامور رہے جب تک مولانا مری میں قیام فرما رہے یہاں تک کہ وہاں سے اپنے آبائی گاؤں کرم آباد تشریف لے گئے۔

(ہفت روزہ مہارت ۱۵۔۲۱ دسمبر ۱۹۹۵ء)

حضرات! دنیا کی کونسی طاقت ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس اسلوب جہاد کو شکست دے سکے۔

خاکسار آخر پر سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پڑھ کر اپنی معروضات ختم کرتا ہے۔آپ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ پر فرماتے ہیں

"نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگیگا اور بعد اسکے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔۔۔سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ نہ ٹوٹے گا۔نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے"۔

حضرات! وہ مستعد روحیں اور پاک دل کون ہیں۔؟ وہ آپ ہی تو ہیں! جنہیں روشنی عطا کی جائے گی اور جن کے پاک دلوں پر نور اتارا جائیگا۔کیونکہ آپ کے علاوہ آج دنیا میں رحمۃ للعالمین کے اسلوب سے دلی محبت اور سچی پیروی کرنے والا کوئی نہیں۔دعا ہے کہ یہ نور جلد از جلد ہر احمدی کے خانۂ دل پہ نازل ہو کر اُسے منارۂ نور میں تبدیل کر دے اور اسکی ضوفشانی دور دور تک ہونے لگے اور سسکتی ہوئی انسانیت ،احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آ کر سکھ کا سانس لے۔آمین اللھم آمین۔واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۱؍جون اور ۱۲؍جون ۲۰۰۳ء میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے اخلاق عالیہ کے متفرق واقعات بیان ہوئے ہیں۔

مکرم عبدالسلام اختر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولوی صاحبؓ گزر رہے تھے کہ پاس ہی گلی ڈنڈا کھیلنے والے بچوں میں سے کسی نے گُلی کو اس زور سے پھینکا کہ وہ آپؓ کے سر پر لگی۔ مَیں نے غصہ سے اُس لڑکے کو آواز دے کر بلایا تو حضرت مولوی صاحبؓ نے میری آواز سن کر فوراً پیچھے دیکھا اور فرمایا: ’’بچوں کو مارنا ٹھیک نہیں، صرف سمجھادیں کہ گزرگاہوں پر نہ کھیلا کریں‘‘۔

مکرم تاج الدین صاحب بیان کرتے ہی کہ ایک دفعہ لائبریری میں مَیں مطالعہ میں مصروف تھا اور حضرت مولوی صاحبؓ اپنے تحریری کام میں مشغول تھے کہ آپؓ کو کسی کام سے باہر جانا پڑا۔ آپؓ نے اپنی چھتری مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کا دھیان رکھیں۔ مَیں ’’بہت اچھا‘‘ کہہ کر پھر مطالعہ میں محو ہوگیا۔ کچھ دیر بعد آپؓ تشریف لائے تو چھتری نہ ملی۔ آپؓ نے مجھ سے پوچھا تو مَیں نے عذر کیا کہ مجھے چھتری کی حفاظت کا خیال نہیں رہا۔ آپؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ’’دراصل مطالعہ کتب ایسی ہی محویت سے ہونا چاہئے‘‘۔ آپؓ کی چھتری اگلے روز مل گئی لیکن آپؓ کی چشم پوشی اور بردباری کی یاد میرے دل سے فراموش نہ ہوسکی۔

حضرت ماسٹر فقیراللہ صاحب خلافت ثانیہ کے انتخاب پر بیعت کرنے کی بجائے لاہور چلے گئے۔ ۱۹۲۰ء میں وہ ایک شادی پر قادیان گئے تو اتفاق سے حضرت مولوی صاحبؓ سے ملاقات ہوگئی۔ آپؓ نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا: ’’ماسٹر صاحب! بعض لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی خدمات ہوتی ہیں کہ ان میں کوئی کمزوری بھی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے۔ لیکن ہمیں بڑی احتیاط کرنی چاہئے کہ ہم سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو۔ آپ کو بیعت کرلینی چاہئے اور مولوی صاحب کی ریس نہیں کرنی چاہئے‘‘۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سمجھ گیا کہ آپؓ کا پہلا اشارہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف ہے اور دوسرا میری طرف، اس نصیحت نے میرے دل کی گہرائیوں میں ایسا اثر چھوڑا کہ بالآخر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کی توفیق مل گئی۔

حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحبؓ کا بیان ہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ کو جب کسی دوست سے کوئی دنیاوی قسم کی بات کرنا ہوتی تو آپؓ مسجد کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کو مسجد سے باہر لے جاتے اور بات ختم ہونے پر مسجد میں تشریف لاتے۔

مکرم چودھری شبیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک عزیز جب بسلسلہ ملازمت سمندر پار گئے تو عرصہ دراز تک لاپتہ ہوگئے اور طویل انتظار نے اُن کے عزیز و اقارب کو اُن کی زندگی سے بھی مایوس کردیا۔ مَیں جب بھی حضرت مولوی صاحبؓ سے اُن کی خاطر دعا کے لئے عرض کرتا تو آپؓ فرماتے کہ مَیں نے دعا کی ہے، وہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ چنانچہ قریباً چار پانچ سال بعد حکومت کی طرف سے ہمیں اُن کی خیریت کی اطلاع ملی اور ۱۹۴۵ء میں وہ بھی واپس آگئے۔

محترم ماسٹر محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۲ء تک میری ایک ہی لڑکی تھی اور مَیں اولاد نرینہ کا بے حد خواہشمند تھا۔ ایک روز حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں تحریراً عرض کیا تو آپؓ نے تحریری جواب میں لکھا کہ ’’مَیں نے دعا کی ہے، خدا تعالیٰ آپ کو نرینہ اولاد عطا کرے گا‘‘۔ چنانچہ جلد ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا عطا فرمایا۔

مکرم محمد حسین جہلمی صاحب ٹیلر ماسٹر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب موضع پھلروال تشریف لائے تو ایک غیر احمدی عورت کی درخواست پر مَیں نے اُس کیلئے دعا کی درخواست کی کہ اُس کی شادی کو چھ سات سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن وہ اولاد سے محروم ہے۔ آپؓ نے اُسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ ایک سال کے اندر اُس عورت کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمادیا۔

مکرم شیخ فضل حق صاحب کا بیان ہے کہ میرے بھائی سراج الحق کو ایک خطرناک مرض ہوا کہ ڈاکٹروں نے بھی جواب دیدیا۔ مَیں نے باقاعدگی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے دعا کے لئے عرض کرنا شروع کیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے ایک دعا لکھ کر مجھے ارسال کی کہ اس دعا کو ہر روز بلاناغہ پڑھ کر مریض پر دم کیا کرو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف پانچ سات روز میں ہی میرے بھائی کو صحت عطا ہوگئی۔

حضرت چودھری شاہ محمد صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲؍جون ۲۰۰۳ء میں مکرم محمد اسلم ساہی صاحب اپنے والد حضرت چودھری شاہ محمد صاحبؓ ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس کا مختصر ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؓ میاں محمد یار صاحب سکنہ پٹیالہ ساہیاں ضلع گجرات کے بیٹے تھے۔ آپؓ نے اگست ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔

آپؓ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ جب آپؓ پولیس میں ہیڈ کانسٹیبل تھے تو آپؓ نے ارادہ کیا کہ دو تین ماہ کی رخصت لے کر گاؤں جائیں اور دعوت الی اللہ کریں۔ جب آپؓ گاؤں پہنچے اور ایک الگ کمرہ (بیٹھک) بنانے کا ارادہ کیا تو گاؤں کے چند لوگ اکٹھے ہوکر آگئے کہ جب تک احمدیت نہیں چھوڑو گے اُس وقت تک کمرہ نہیں بناسکو گے۔ یہ جھگڑا دو تین روز تک چلتا رہا۔ آخر آپؓ نااُمید ہوکر واپس ڈیوٹی پر چلے آئے۔ اگلے ہی روز آپؓ کا ایک دوست گاؤں سے آپؓ کے پاس آیا اور بتایا کہ جونہی کل آپؓ نے گاؤں کو چھوڑا تو طاعون گاؤں میں داخل ہوگئی اور وہ بیس آدمی جو آپؓ کو کمرہ بنانے سے روک رہے تھے، مرگئے ہیں۔ اُن کی موت کے بعد مَیں آپؓ کے پاس آیا ہوں۔

آپؓ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان کئی بار دو دو تین تین ماہ کیلئے تبلیغ کرنے مکیریاں ضلع ہوشیارپور گئے۔ نماز تہجد التزام سے ادا کیا کرتے تھے۔ کئی بار پیدل قادیان کا سفر کیا۔ جون ۱۹۴۵ء میں آپؓ کی وفات ہوئی۔ دسمبر ۱۹۴۶ء میں آپؓ کا تابوت قادیان لے جایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ

ایران کے عظیم صوفی شاعر حضرت سعدی شیرازی کے بارہ میں مکرم توقیر احمد آصف صاحب کا ایک مضمون ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت ہے۔ آپؒ کا نام مشرف الدین بن مصلح الدین عبداللہ ہے۔ سن ولادت قریباً ۶۰۶ھ بنتا ہے۔ شیراز کے ایک بااثر خاندان سے تعلق تھا۔ والد کا تعلق فارس کے دربار سے تھا، وہ ایک عالم باعمل انسان تھے جو سعدیؒ کے بچپن میں ہی فوت ہوگئے۔ آپؒ کی والدہ ایک دیندار خاتون تھیں۔

سعدیؒ نے ابتدائی تعلیم شیراز میں حاصل کی۔ اُس وقت شیراز میں کئی بڑے مدرسے موجود تھے لیکن امن و سکون نہ تھا اس لئے سعدیؒ نے بغداد کا رُخ کیا اور مدرسہ نظامیہ میں علم حاصل کیا۔ بعد میں انہوں نے عمر کا ایک بڑا حصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ بڑے وسیع تجربہ اور مشاہدات کے مالک تھے۔ لمبے عرصہ بعد واپس وطن لوٹے۔ اُس وقت وہاں امن و امان تھا۔ آخری عمر میں سعدیؒ شیراز کے قریب ایک خانقاہ میں گوشہ نشین ہوگئے اور ۶۹۱ھ میں وہیں وفات پائی۔

آپؒ کی کتب ’’گلستان‘‘ اور ’’بوستان‘‘ بہت معروف ہوئیں۔ ان کے علاوہ بھی عربی و فارسی کے قصائد اور غزلوں کے دیوان ملتے ہیں۔ لیکن مذکورہ کتب کی زبان سادہ، آسان مگر دلکش ہے، انداز بیحد پُراثر ہے۔ آپؒ کے زیادہ مخاطب بادشاہ ہیں جنہیں سمجھانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ مثلاً وہ یہ حقیقت بیان کرنا چاہتے ہیں کہ بادشاہ اچھی بات پر ناراض اور بُری بات پر خوش ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ’’کبھی تو وہ سلام کرنے پر ناراض ہوجاتے ہیں اور کبھی گالی پر خلعت دیدیتے ہیں‘‘۔ اسی طرح ایک فقیر آدمی کی غربت کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب بادشاہ نے اُس سے خوش ہوکر انعام دینا چاہا اور کہا کہ دامن پھیلا تو اُس نے جواب دیا کہ دامن کہاں سے لاؤں، میرے پاس تو کپڑا ہی نہیں۔

’’گلستان‘‘ کے کُل آٹھ ابواب ہیں اور اس میں ۱۸۰ سے زائد حکایتیں ہیں۔ اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں نثر کے ساتھ ساتھ نظم کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ فارسی اشعار کے ساتھ عربی اشعار، آیات قرآنی، احادیث نبویہؐ اور بزرگوں کے اقوال بھی استعمال کئے ہیں جو آپؒ کی وسعت علم اور قادرالکلامی کی دلیل ہیں۔ آپؒ کے بہت سے اشعار اور مصرعے اب محاورہ کا درجہ پاچکے ہیں۔ آپؒ کی ہر بات اپنے اندر سبق رکھتی ہے اور حقیقت کے قریب تر ہوتی ہے۔ بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

☆ جب بلی عاجز آجاتی ہے تو پنجے سے چیتے کی آنکھ نکال لیتی ہے۔

☆ بھیڑیئے کا بچہ بالآخر بھیڑیا ہی ہوتا ہے خواہ وہ آدمی کے ساتھ رہ کر بڑا ہو۔

☆ سچائی خدا کے راضی ہونے کا سبب ہے، مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ سیدھے راستہ پر چل کر بھٹکا ہو۔

☆ امارت دل سے ہوتی ہے مال سے نہیں اور بزرگی عقل سے ہوتی ہے عمر سے نہیں۔

☆ یہ ناممکن ہے کہ ہنرمند مرجائیں اور بے ہنر اُن کی جگہ لے لیں۔

ماہنامہ ’’اخبار احمدیہ‘‘ لندن فروری ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم سید محمد الیاس ناصر دہلوی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

انتشارِ نور سے ہر سو چراغاں دیکھئے
بہہ رہا ہے چشمۂ الطافِ یزداں دیکھئے
بے قراری جاں سپاری گہہ نہ پائے روز و شب
ہیں کٹھن کس درجہ منزل ہائے جاناں دیکھئے
سوزِ عصیاں سے ہوئی ہے خشک ناصر چشم تر
کب خدا جانے کہ برسے ابر، فیضاں دیکھئے

ماہنامہ ’’اخبار احمدیہ‘‘ لندن مارچ ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم آدم چغتائی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

صبر کا دامن تھا جو مجھ کو خدا تک لے گیا
چار سو الطاف کے پھیلے ہوئے بادل لگے
آبِ رحمت نے جسے سینچا ہے مَیں اُس باغ کا
’’اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے‘‘
شاخِ عرفاں پر گلوں کی مست کونپل دیکھ کر
دشمنوں کی صف میں آدم کس قدر ہلچل لگے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 | Friday, October 31, 2003 | Issue No. 44

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ستائیسویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب اور بابرکت انعقاد

ساڑھے بارہ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

وفاقی و صوبائی وزراء اور پارلیمنٹ کے اراکین کے حاضرین سے خطابات۔

ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور کینیڈین میڈیا کی بھرپور کوریج

اسلام اور احمدیت کی تاریخ و تعلیمات پر مشتمل نہایت شاندار نمائش

(رپورٹ: هدایت الله هادی، ایڈیٹر احمدیه گزٹ کینیڈا)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیڈا کا ستائیسواں جلسہ سالانہ بروز جمعۃ المبارک چار جولائی سے شروع ہو کر اتوار ۶؍جولائی ۲۰۰۳ء بعد دوپہر اختتام پذیر ہؤا۔ یہ سہ روزہ جلسہ سالانہ اپنی تمام تر اعلیٰ اور شاندار دینی روایات کے ساتھ میٹرو ٹورانٹو کے مشہور و معروف انٹرنیشنل سینٹر کے وسیع و عریض اور خوبصورت ہال میں منعقد ہؤا۔ ایئر پورٹ پر آتے ہی دور سے ایک بہت بڑا الیکٹرانک بورڈ خوبصورت اور رنگین روشنیوں کی مدد سے اس پرشوکت للّٰہی جلسہ کا اعلان کر رہا تھا۔

جماعت کے مرکز بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو میں لنگر کا انتظام تھا۔ مسجد بیت الاسلام، لنگر خانہ اور اس کے وسیع و عریض احاطہ کو بڑے اہتمام سے سجایا گیا۔

جلسہ سالانہ سے قبل مقامی اخبارات نے جلی حروف میں پورے صفحہ پر جلسہ سالانہ کے انعقاد کے اعلانات شائع کئے۔ اور بعض اخبارات نے جلسہ سالانہ کی کاروائی کے کچھ حصے مع تصاویر نمایاں طور پر چھاپے۔ کینیڈین ٹیلی ویژن نے مقامی اور قومی خبروں کے دوران ایک سے زائد بار جلسہ سالانہ کی جھلکیاں دکھائیں۔

جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات میں وسیع تر انتظامات کئے گئے۔ پارکنگ کا وسیع و عریض نہایت عمدہ انتظام تھا۔ جلسہ سالانہ کے دونوں ہال یعنی مردانہ اور مستورات کا جلسہ گاہ ایئر کنڈیشنڈ تھے۔ یہ ہال اتنے وسیع و عریض اور کشادہ تھے کہ جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات یعنی شعبہ استقبال، رجسٹریشن، رہائش، ٹرانسپورٹ، نمائش، بک سٹال، بازار، کھانے کا انتظام، نمازوں کی ادائیگی کا وسیع ہال، ابتدائی طبی امداد و ہومیو پیتھک ڈسپنسری، آڈیو ویڈیو، ایم ٹی اے بوتھ، تراجم، صاف ستھرے کثیر واش روم وغیرہ سب اسی میں تھے۔ اس سہولت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہؤا کہ جلسہ سالانہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد باہمی رابطے اور ملنے جلنے socialization میں دوستوں کو بہت آسانی رہی۔ جگہ جگہ مسکراتے ہوئے چہرے اخلاص و خدمت سے معمور پیکر جلسہ سالانہ کی رنگینیوں میں مزید اضافہ کر رہے تھے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام تقاریر کے دوران مردانہ اور مستورات کے جلسہ گاہ میں Computer Video Slide Show Presentation کا خصوصی اہتمام کرتی ہے۔ اس طرح ہر مقرر کی تقریر کی تفصیل اور خاص طور پر قرآن کریم، احادیث النبیؐ اور بعض دیگر حوالہ جات، تجزیئے، اعداد و شمار، گراف، تصاویر، ماڈل اور جلسہ کی تمام کارروائی قد آور سکرین پر ساتھ ساتھ دکھائی دیتے تھے جو نفس مضمون کو سمجھنے میں بہت ممد و معاون تھے اور خاص طور پر سامعین کی توجہ اور دلچسپی کو برقرار رکھنے کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ تھے۔

مردانہ اور مستورات کے جلسہ گاہ میں انگریزی زبان میں کی جانے والی تقاریر کا رواں اردو زبان میں اور اردو زبان میں کی جانے والی تقاریر کا رواں انگریزی زبان میں ترجمہ کا Wireless Headphone کا خاطر خواہ ساتھ ساتھ انتظام تھا اس لئے کسی بھی جگہ پر بیٹھ کر جلسہ سالانہ کی تقاریر سنی جاسکتی تھیں۔

پہلا دن۔ جمعۃ المبارک

امسال مردانہ جلسہ گاہ میں چار اجلاس ہوئے جس میں بارہ معزز مہمانوں کے خطابات کے علاوہ پندرہ تقاریر ہوئیں۔

جلسہ سالانہ کا آغاز جمعۃ المبارک کے خطبہ جمعہ سے ہوا جو مکرم مولانا نسیم مہدی امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے انٹرنیشنل سینٹر ٹورانٹو میں ارشاد فرمایا۔ آپ نے توبہ اور تجدید بیعت کے مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے لطیف نکات بیان کرتے ہوئے آپ نے خلافت کی برکات اور خلافت سے وابستگی پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ نے اطاعت اور برکات خلافت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ایمان افروز تذکرہ کیا اور بتایا کہ خلافت کی برکات سے جو فیض جماعت احمدیہ کو پہنچ رہا ہے، امت مسلمہ تمام دنیا میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے مگر وہ ایسا اعلیٰ روحانی نظام قائم کرنے میں ناکام رہی ہے۔

پہلا اجلاس پانچ بجے شروع ہؤا۔ جس کی صدارت مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، ایڈیشنل ناظر دعوۃ الی اللہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے کی۔ اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔

تلاوت، نظم اور ترجمے کے بعد مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے افتتاحی خطاب فرمایا جسے مستورات کے جلسہ گاہ میں ٹی وی سیٹ کے ذریعہ براہ راست سنا گیا۔ آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور روح پرور خصوصی پیغام اردو اور انگریزی میں پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے ستائیسویں جلسہ سالانہ کے موقع پر بھجوایا تھا۔ بعدہ آپ نے اجتماعی دعا کروائی اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

افتتاحی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کے بعد مکرم محترم امیر صاحب نے مہمانوں میں سے میٹرو ٹورانٹو کی مشہور شخصیت محترمہ باربرا ہال کو حاضرین سے خطاب کی دعوت دی اور ان کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ آپ Natioal Committe of Crimes کی ممبر ہونے کے علاوہ آنے والے انتخابات میں میٹرو ٹورانٹو کے میئر کے عہدے کی امیدوار بھی ہیں۔ محترمہ نے کہا کہ میں نے حضور انور کے خوبصورت پیغام کو محبت اور رحمدلی کے جذبات سے پر پایا ہے۔ اور کہا کہ جن اعلیٰ اقدار کی بنیاد پر آپ کی جماعت قائم ہے انہی اقدار کی کینیڈا کو بھی ضرورت ہے۔ اور آپ کی کینیڈا میں دن دوگنی ترقی ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے۔ آپ نے 27ویں جلسہ سالانہ کینیڈا کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور خواہش ظاہر کی کہ آپ ان اعلیٰ اقدار کو کینیڈا کے طول و عرض میں پھیلا دیں اور دنیا بھر کے لئے ایک مثال قائم کر دیں۔

معزز مہمان خاتون کے خطاب کے بعد دوسری تقریر مکرم لال خاں ملک، نائب امیر دوم جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے اخروی زندگی کے موضوع پر انگریزی میں روشنی ڈالی۔ آپ نے جنت کی نعمتوں اور دوزخ اور قبر کے عذاب کا ذکر فرمایا۔ نیز بیم و رجا اور امید و خوف کی کیفیات پر اظہار خیال کیا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری مسس ساگا کی تھی۔ آپ نے ذکرِ حبیب کے موضوع پر اردو زبان میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف گوشوں پر بڑی ایمان افروز تقریر کی۔

قصیدہ کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے صدارتی خطاب فرمایا۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کے نہایت دلگداز اور ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ جسے مستورات کے جلسہ گاہ میں براہ راست سنا گیا۔

دوسرا دن

دوسرا اجلاس پونے گیارہ بجے شروع ہؤا جس کی صدارت مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے کی۔ اس اجلاس میں چار تقاریر ہوئیں۔ جن میں سے دو اردو زبان اور دو انگریزی زبان میں تھیں۔ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو زبان میں رواں ترجمہ کا Wireless کے ذریعہ ساتھ ساتھ انتظام تھا۔

تلاوت، نظم اور ترجمے کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب، مشنری ایڈمنٹن کی تھی۔ آپ نے اسلام کی عالمگیر فتح، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیوں کی روشنی میں بیان فرمائی۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اس کے غلبہ پر نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔

دوسری تقریر مکرم مولانا محمد طارق اسلام صاحب، مشنری وینکوور کی تھی۔ آپ نے اسلام کا مستقبل خلافت سے وابستہ ہے کے موضوع پر عالمانہ تقریر کی۔ قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں نظام خلافت پر اظہار خیال فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ میں قیامت تک نظام خلافت کے قیام کی پیش گوئی پر روشنی ڈالی۔

تیسری تقریر مکرم بیرسٹر عبدالعزیز خلیفہ صاحب، نائب امیر اول جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے 'مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو ایک تصور ایک حقیقت' کے موضوع پر انگریزی میں خطاب فرمایا۔ جماعت احمدیہ کینیڈا میں مسجد کے لئے زمین کی خریداری مسجد کی تعمیر، مرد و زن اور بچوں کی حیرت انگیز مالی قربانیاں اور تائیداتِ الٰہیہ کے ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا۔ آپ کی تقریر مستورات کے جلسہ گاہ میں براہ راست سنی گئی۔

آپ کی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ کینیڈا سے خاص لگاؤ رکھنے والے صوبہ انٹاریو کے وزیر صحت عزت مآب Tony Clement نے انتہائی شاندار الفاظ میں اسلامی معاشرہ کے اصولوں اور امن عامہ کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں اور ترقی پذیر منصوبوں کی تعریف کی۔

آپ نے ۲۷ویں جلسہ سالانہ کینیڈا کی کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے پانچویں بار اس جلسہ میں شرکت کی سعادت مل رہی ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الربع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر اپنے گہرے رنج کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ جماعت کو ان کے نئے خلیفہ کے انتخاب پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

پھر مکرم نصیر احمد صاحب نے انگریزی میں تقریر کی اور جماعت احمدیہ کینیڈا کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کے توسیعی پروگرام کی تفصیلات بیان کیں۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی بریمپٹن، سیسکاٹون، کیلگری اور وینکوور میں مساجد کی تعمیر کے خاکے پیش کئے۔ جسے مستورات کے جلسہ گاہ میں براہ راست دیکھا گیا۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے قدیم دوست Jim Karygiannis نے السلام علیکم کہہ کر اپنے خطاب کا آغاز کیا اور جماعت احمدیہ کینیڈا کے توسیعی اور ترقی پذیر منصوبوں کی تعریف کی۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کی اطلاع انہیں لندن ایئر پورٹ پر ایک احمدی کی طرف سے ملی جب

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔